سورۃ الحجرات

اللہ کے ہاں درجے اُن لوگوں کے لئے ہیں جو ہر کام میں پہل کرتے ہیں یہ اللہ کا اصول ہے کہ اللہ کے ہاں برکتیں اُن لوگوں کے لئے ہیں جو نیکیوں میں پہل کرتے ہیں اور **فاستبقوا الخیرات** کا جو اصول قرآن نے دیا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو، پیچھے رہنے کو نہیں کہا تو آگے بڑھو سے مُراد ہے ہر جگہ نیکیوں میں پہل کرو۔

مثال حیاتِ نبوی ﷺ سے:

حضور ﷺ جب مدینہ آئے تو بہت سارے صحابی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں آسکے تھے اور اُنہیں اُن کے ماں، باپ، بہن، بھائی، بیویوں، اولادوں اور کاروبار نے روک لیا اپنی مصروفیت کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے اور معذرت کر لی، کچھ نے کہا حضرت ہم آئیں گے ذرا کچھ سمیٹ لیں، کام کر لیں کچھ۔
حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ کبھی کسی سے کوئی گلہ نہیں کرتے تھے تو آپ ﷺ نے کوئی شکوہ نہ کیا اور چند صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے ،مسجدِ نبوی تعمیر کروائی، قرآن اترتا رہا، دن رات قرآن کی نشستیں ہوتی رہیں، صحابہ کرام قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے، اللہ کے نبی دین پھیلاتے رہے، علم دیتے رہے، حضور ﷺ کے ساتھ جو لوگ آئے تھے حضور ﷺ نے اُن سے بڑی محبت فرمائی، مواخات کا رشتہ قائم ہوا، انصار اور مہاجر بھائی بھائی بنائے گئے۔

وہ صحابہ جو نہیں آسکے تھے کچھ ماہ بعد وہ بھی آ گئے اُنہوں نے وہاں سے جائیدادیں بیچیں، کاروبار ختم کیے اور جس طرح بھی ممکن ہوا چھوڑ کر آ گئے، جو بیوی نہیں آنا چاہتی تھی اُسے طلاق دی اور مدینہ آ گئے، جب یہاں مدینہ آئے تو انہیں پہلے ہی دن بڑی عجیب صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا وہ جو اُن کے دوست اُن کے ساتھ اٹھتے، بیٹھتے تھے، جن کے ساتھ وہ بچپن میں، جوانی میں دن گزارا کرتے تھے آج وہ قرآن کے عالم بن چکے تھے، آج وہ حضور ﷺ کی محبتوں کے جام پی چکے تھے، اُن کے چہرے نورانی ہو چکے تھے، اُن کی باتیں ہی بدل چکی تھیں، اُن کے انداز ہی اور ہو چکے تھے اور وہ ویسے رہے ہی نہیں جیسے پہلے تھے اُنہوں نے ایک دن دیکھا، دو دن، تین دن، چار دن دیکھا اور ہفتے بعد وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے فرمایا:
حضور!!! ہم اس بات پر بہت پچھتا رہے ہیں کہ ہم مدینہ دیر سے پہنچے اور اب ہم یہاں آئے ہیں تو اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتے ہیں، یہ ہمارے ہی یار ہیں لیکن آج ان کے لبوں پر اللہ کے نبی کی محبت کی باتیں ہیں، ان کی زبانیں اللہ کی محبت سے تر ہیں اور ان کو معرفت کے ایسے ایسے علوم آ گئے ہیں، انہیں قرآن اتنا اچھا پڑھنا آ گیا ہے، قرآن کی اتنی اچھی سمجھ آ گئی ہے کہ ہماری تو نسلیں بھی نہیں اب سمجھ سکتیں اور ہمیں اجازت دیجئے کہ جس بیوی نے ہمیں روکا ہم اُسے قتل کر دیں، جن بچوں نے ہمیں روکا ہم اُنہیں قتل کر دیں، جس مال، دولت اور کاروبار نے ہمیں روکا ہم اُسے جلا دیں تا کہ کچھ تو ہم دین کا حق ادا کر سکیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اے میرے صحابی اس کا کوئی حل نہیں ہے جو تم سے آگے نکل گئے وہ آگے نکل گئے تم اُن کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے''

اگر آپ علم میں آگے ہیں کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے، اور اگر دولت میں آگے جانا چاہتے ہیں تو دولت میں بے شمار لوگ آگے نکلے ہوئے ہیں تم تو قارون جتنا خزانہ جمع نہیں کر سکتے، تم تو فرعون جتنی دولت نہیں اکٹھی کر سکتے، نمرود جتنی عمر نہیں حاصل کر سکتے
آگے نکلنے کا واحد حل یہ ہے کہ:

''علم لے کر اللہ کے ہاں آگے پہنچ جاؤ اللہ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کر لو''

انسان جب اللہ کی رحمت میں آ جاتا ہے تو اُس کے راستے کی ساری رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

اللہ پہلی صف والوں کو نوازتا ہے حضورﷺ فرماتے ہیں جو پہلے آئے گا اُس کو اُونٹ کی قربانی کے برابر ثواب ملے گا، جو دوسرے پر آئے گا اُس کو گائے کی قربانی کے برابر ثواب ملے گا، جو تیسرے پر آئے گا اُس کو بکری کی قربانی کے برابر ثواب ملے گا اور چوتھے پر آئے گا تو اُس کو انڈہ قربانی کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور کہا حضور جو پانچویں پر آئے گا فرمایا: صفر اُس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا فرشتے سب کچھ سمیٹ کر لے جائیں گے اور کہیں گے مولا! یہی تھے جن کو برکتیں دینی تھیں ہم دے آئے ہیں تو اس لئے ہمیشہ پہلی صف میں شامل رہیں۔

تعارف سورۃ الحجرات:

اس سورۃ کا اول بھی حضور ہیں اور آخر بھی حضور ہیں، یہ ایک ایسی سورۃ ہے جس میں ہم ادب کے پہاڑ پڑھیں گے، ادب کی ایسی باتیں ہیں جس کو نہ تو عام ذہن قبول کر سکتے ہیں، نہ اُسے صحیح طرح سے جان سکتے ہیں اور نہ اُس کی گہرائیوں تک پہنچ سکتے ہیں، یہ سراپا ادب والی سورۃ ہے اور اس میں آئے بھی سارے وہ لوگ جو ادب والے ہیں، محبت والے، عشق والے ہیں کیونکہ:

''عشق والوں کی بات عشق والوں سے ہی اچھی لگتی ہے''

بے عشقوں سے کیا انسان عشق اور محبت کی باتیں کرے، علامہ اقبال نے بڑی خوبصورت بات فرمائی:

کن بے دلوں میں پھینک دیا ہے حالات نے
نہ آنکھوں میں جن کے چمک نہ باتوں میں تازگی

یہ سورۃ اُن کے لئے اُتری ہے جن کی آنکھوں میں چمک اور باتوں میں تازگی ہے، اس سورۃ میں حضورﷺ کی محبت کی اٹھارہ آیات ہیں، ہر آیت اپنی جگہ ایک خوبصورت گلستان ہے، جس طرح ایک گلدستہ ہوتا ہے اُس میں مختلف رنگوں کے پھول لگے ہوتے ہیں کوئی پیلا ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی گلابی ہے، کوئی سفید ہے اور اگر کوئی پورا پھولوں کا گلدستہ سجا کر آپ کو پیش کر دے بالکل اسی طرح یہ اٹھارہ پھول ہیں حضورﷺ کی محبت کے، ایک ایک آیت خوشبودار، محبت سے بھری ہوئی ہے اور اس سورۃ میں ہم حضورﷺ کی محبت کے جام پئیں گے۔

حضرت قبلہ عالم فرماتے ہیں:

''جس نے سورۃ الحجرات نہیں پڑھی حضورﷺ کا ادب اُس کے علم میں نہیں آ سکتا''

وہ کبھی بھی نہیں جان سکتا کہ آقاﷺ کا علم کیا ہے، حضورﷺ کا ادب کیا ہے، یوں تو پورا قرآن حضورﷺ کی شانیں بلند کرتا ہے لیکن سورۃ الحجرات کا وصف یہ ہے کہ اس سورۃ کا سارا موضوع ہی حضور ہیں، اس سورۃ میں ہم حضور کی محبت اور ادب کی باتوں کے علاوہ کچھ اور نہیں پڑھیں گے۔

قرآن پاک محبت کی کتاب ہے، یہ پیار والی کتاب ہے اس میں ساری آیات ہی پیار والی ہیں، جو حضورﷺ سے پیار کرتا ہے اُس کے لئے پیار والی آیات ہیں اور جو حضورﷺ سے دور رہتا ہے اُس کے لئے دوزخ والی آیات ہیں اور جس کا حضورﷺ کے ساتھ محبت اور پیار کا رشتہ قائم ہو جائے وہ انسان بہت خوش قسمت ہے۔

یاد رکھئے!!! محبت کی Output ادب ہے اور جب کسی کا ادب ہوتا ہے تو پھر لازمی اُس کی تعظیم بھی ہوتی ہے، ادب تعظیم تک پہنچاتا ہے۔

اب اس کا فرق سمجھیں:

ادب کسی ذات کا ہوتا ہے، والد صاحب ہیں، والدہ ہیں، مرشد ہیں، اُستاد ہیں تو وہ ادب اُن کی ذات کے ساتھ ہوگا۔

تعظیم کہتے ہیں جس جس شے سے اُس ذات کو محبت ہوگی تمہیں بھی اُس سے محبت ہو جائے گی۔

مثلاً جس مصلیٰ پر مُرشد نماز پڑھتا ہے تمہیں وہ مصلیٰ بھی پیارا لگے گا، جس علاقے میں رہتے ہیں تمہیں وہ علاقہ بھی پیارا لگے گا، جس گلی سے وہ گزرتے ہیں تمہیں وہ گلی بھی پیاری لگے گی، جس گلی میں رہتے ہیں تمہیں وہ گلی بھی پیاری لگے گی بلکہ جس علاقہ، جس شہر میں رہتے ہیں تمہیں وہ شہر بھی پیارا لگے گا۔

حضور ﷺ جن جگہوں سے گزرے ہیں تو حضور ﷺ کا ادب اس قدر تعظیم پیدا کر چکا ہے کہ وہ جگہیں سجدہ گاہ بن چکی ہیں، حضور ﷺ غارِ حرا میں ٹھہرے لوگ آج بھی وہاں نفل پڑھتے ہیں، غارِ ثور میں حضور ﷺ نے کچھ راتیں گزاریں وہاں جا کر لوگ نفل پڑھتے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے وہاں قیام کیا، مدینہ آپ کا شہر ہے تو مدینہ سارے جہاں کے مومنوں کے دلوں کی دھڑکن بن گیا کیونکہ وہ حضور ﷺ کی قیام گاہ ہے، حضور ﷺ وہاں رہتے تھے تو جہاں جہاں سے حضور ﷺ گزرتے رہے اللہ نے اُن جگہوں کو عزتیں عطا فرما دیں، اُن جگہوں کو برکتیں عطا فرما دیں تو پتہ چلا کہ اگر ادب تعظیم تک نہ لے جائے تو وہ ادب نہیں ہوتا ہے، ادب تعظیم سکھاتا ہے۔

یاد رکھئے !!!! اصل ادب وہ ہوتا ہے جو بغیر دیکھے ہو

اگر شیخ سامنے آ گیا ہے تو اُس وقت سارے با ادب ہوں گے، سارے ہی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے، با ادب ہو کر بیٹھ جائیں گے اور خاموش ہو جائیں کہ حضرت موجود ہیں اصل ادب تو یہ ہے کہ شیخ اور استاد موجود نہ بھی ہو تو پھر بھی اُسی طرح ادب کیا جائے کہ یہ حضرت کی جگہ ہے اور حضرت کا مقام ہے، یہ حضرت کے بیٹھنے کی جگہ ہے یا اُن کے درس دینے کی جگہ ہے، یہ اُن کا گھر ہے، یہ اُنکی گلی ہے اور قرآن نے بھی کہا:

الذین یومنون بالغیب

''اصل ایمان والے وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں''

نظر نہیں آتا لیکن وہ ایمان رکھتے ہیں آج آپ مدینہ جائیں گے حضور ﷺ نظر نہیں آئیں گے لیکن ایک ایک کونہ میں حضور ﷺ کی محبت پھیلی ہوئی ہے، ایک ایک گلی میں حضور ﷺ کی مہک پھیلی ہوئی ہے بلکہ ساری کائنات حضور ﷺ کی محبت سے مہک رہی ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ یہ آیات 1400 سال پرانی ہیں یہ آیات آج بھی نئی ہیں آج بھی حضور ﷺ کا عشق اور پیار ان آیات سے چھلکتا ہے اور حضور ﷺ کی محبت کے درس کسی مولوی نے نہیں دیئے، کسی مفتی یا عالمِ دین کی باتیں نہیں ہیں یہ خود اللہ نے اظہارِ محبت کیا ہوا ہے، اللہ نے جو حضور ﷺ سے محبت کی ہے اُس کا اظہار یہاں ہوا ہے لہٰذا کسی کے دل میں کسی قسم کا کوئی شک نہ آئے کہ اتنا بڑا ادب کیسے ہو سکتا ہے میں نہیں مانتا، یہ کیا باتیں ہیں؟ یہ اپنی طرف سے ہیں اور اگر شک ذرا سا بھی آیا تو ایمان جائے گا اس لئے کہ قرآن کی آیت سے کسی قسم کا انحراف ممکن نہیں ہے، اگر کوئی صحیح محبت سے اس سورۃ کو جان لے گا وہ پکا حضور ﷺ کا عاشق ہو جائے گا اور اگر کچا ہے تو پکا ہو جائے گا اور اگر پکا ہے تو مزید پکا ہو جائے گا اور اگر مزید پکا ہے تو مکمل ہو جائے گا اور اگر مکمل ہو جائے گا تو انتہا کو پہنچ جائے گا اور اگر انتہاؤں پر ہے تو دن رات زیارتوں پر چلا جائے گا اس لئے کہ یہ بڑی پیاری آیات ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ سب کچھ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

سورۃ الحجرات مدنی سورۃ ہے اور یہ حضورﷺ کے وصال سے ایک سال قبل نازل ہوئی اس کا آغاز یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ہو رہا ہے اور اس میں ایمان والوں سے خطاب کیا جا رہا ہے اس کائنات میں قرآن کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہیں، سب سے پہلے قرآن اُن سے مخاطب ہوا ہے اور اُن کے ایمان کی سند خود قرآن نے دی ہے کہ یہ سارے ایمان والے تھے اور بڑی محبت کرنے والے لوگ تھے۔

ایمان والا کون ہے؟؟؟

حضورﷺ نے فرمایا: ایمان والا وہ ہے جس کے لئے میری ذات اُس کے گھر والوں سے، اُس کے بیوی، بچوں اور اولاد سے اور ساری دُنیا کے لوگوں سے پیاری ہو جائے

یہ وہ لوگ تھے جنہیں پہلے ہی آقاﷺ کی بڑی محبت حاصل تھی، انہیں حضورﷺ سے بڑا پیار تھا، حضورﷺ کے صحابہ بڑی محبت کرنے والے تھے لیکن یہاں اللہ اُن سے کہہ رہا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

ایسا کیا ہوا کہ اللہ نے یہ آیت نازل کر دی کہ اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو؟

صحابہ کرام اس قدر باادب تھے کہ یہ حضورﷺ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو حضورﷺ کے آگے کھڑے ہو کر تیر کھاتے تھے، پیچھے کھڑے ہو کر، دائیں کھڑے ہو کر، بائیں کھڑے ہو کر تیر کھاتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو حضورﷺ کو کبھی تکلیف نہیں آنے دیتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضورﷺ کے ساتھ محبت کی انتہا کر دی ہے اور اُنہیں اللہ کہہ رہا ہے کہ تم مجھ سے اور میرے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

یہ اس قدر باریک، نازک ادب ہے جو اللہ اپنے نبی کے اصحاب میں دیکھنا چاہتا تھا یہ نہ سوچیں کہ کہیں اُن میں ادب کی کوئی کمی تھی (استغفر اللہ) محبت میں کوئی کمی نہیں تھی لیکن اللہ اپنے نبی کی محبت کو بامِ عروج پر دیکھنا چاہتا تھا کہ مجھ سے سیکھو میں اپنے نبی کا کیسا ادب دیکھنا چاہتا ہوں یہاں پر عقل مند ذہن سوال کرتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو کیا اللہ سے آگے کوئی بڑھ سکتا ہے؟

اللہ سے آگے کوئی جا نہیں سکتا، اللہ پہلے ہی آگے ہے وہ تو اعلیٰ اور ارفع ہے وہ تو بڑی برکتوں والا ہے، بڑی عالیشان ذات ہے کیا اُس سے بھی آگے کوئی جا سکتا ہے لیکن یہاں اللہ نے اپنا نام نامی اسمِ گرامی ذاتی نام لگایا کہ کسی کو غلطی نہ لگے، رحمٰن اور رحیم نہیں کہا بلکہ اپنے ذاتی نام کا استعمال کیا کہ کسی کے اندر کوئی شک بھی پیدا نہ ہو کہ شاید کسی اور کا ذکر ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اللہ سے آگے بڑھ جائے؟

اللہ اور رسول کا اس قدر گہرا تعلق ہے کہ دونوں کی مرضی ایک ہی ہے دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے بس ایک خدا ہے اور دوسرا مصطفےٰ ہے تو یہاں کہا تو یہی کہ اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو لیکن مُراد اس میں حضورﷺ ہی ہیں کیونکہ جو اللہ کہتا ہے وہ حضورﷺ بولتے ہیں، جو اللہ سوچتا ہے حضورﷺ کہتے ہیں، جو اللہ کی مرضی ہے وہ حضورﷺ سے ہونا شروع ہو جاتا ہے تو دونوں کا معاملہ اتنا گہرائی میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑا ہوا ہے کہ محبت اور پیار کی انتہا ہے اور کہا کہ مجھے اور میرے نبی کو الگ نہ سمجھنا میری اور میرے نبی کی مرضی ایک ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اسی لئے کہا تھا:

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کر ہو، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

آپ نے قسم اٹھائی آپ نے فرمایا میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کا در یہی ہے جو ہونا ہے اسی در سے ہونا ہے اور جو ملنا ہے اسی در سے ملنا ہے۔

اللہ نے یہاں اپنا نام بھی استعمال کیا اور حضور ﷺ کا نام بھی استعمال کیا اور اللہ سے آگے تو کوئی نہیں جا سکتا یہاں مراد حضور ﷺ ہیں کہ میرے حضور سے آگے نہ جاؤ۔ اب یہ کیوں ہوا اور ایسا کیا معاملہ پیش آیا کہ اللہ نے ایسے کلمات نازل فرمائے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کی سیرت سے کچھ واقعات ملتے ہیں۔

۱۔ حیاتِ نبوی ﷺ سے پہلی مثال:

عیدالاضحیٰ کا دن تھا اور آقا ﷺ نمازِ عید پڑھا رہے تھے، نمازِ عید پڑھائی اور اُس کے بعد صحابہ عید کی مبارک دینے لگے، حضور ﷺ سے ملنے لگے اور حضور ﷺ نے بھی ہر ایک سے بغلگیر ہونا شروع کر دیا، محبت کے کلمات اور مبارک باد ملنا شروع ہوگئی اور حضور ﷺ نے تحفے و تحائف وصول کرنا شروع کر دیئے چونکہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ ہر صحابی کی خواہش ہے کہ وہ مجھ سے ملے اس لئے حضور ﷺ اُس وقت تک عیدگاہ میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آخری صحابی سے ملے تو کچھ صحابی حضور ﷺ سے مل کر جلدی نکل گئے اس لئے کہ عیدالاضحیٰ کے دن جلدی قربانی کرنا اللہ کو پسند ہے
پہلے دن کی قربانی زیادہ فضیلت رکھتی ہے، دوسرے دن کی اُس کے بعد، تیسرے دن کی اُس کے بعد فضیلت رکھتی ہے تو کچھ صحابہ کرام گئے اُنہوں نے جلدی جا کر اُونٹ کی قربانی کر لی جبکہ حضور ﷺ ابھی عیدگاہ میں ہیں۔

صحابہ کرام کو جب اس بات کا علم ہوا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ کچھ نے قربانی کر لی ہے اور آپ ابھی یہاں موجود ہیں اب یہ بات اللہ کی بارگاہ میں کس قدر گراں گزری کہ اُسی وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی کہ تم اللہ اور اُس کے رسول سے آگے بڑھتے ہو ابھی میرا نبی عیدگاہ میں ہے اور تم نے جا کر قربانی کر لی ہے تو حضور ﷺ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اے میرے صحابہ جا کر اُنہیں خبر دو کہ جس نے قربانی دے دی ہے ابھی اُس کی قربانی کا اُنہیں کوئی ثواب نہیں میری قربانی ادا ہوگی تو تمہاری قربانی ادا ہوگی۔

حضور ﷺ کا یہ حکم سُننا تھا کہ صحابہ کرام نے دوبارہ جانور خریدے پھر پہلے حضور ﷺ نے قربانی فرمائی بعد میں صحابہ کرام نے قربانی کی۔

۲۔ حیاتِ نبوی ﷺ سے دوسری مثال:

جب فتح مکہ ہو رہی تھی حضور ﷺ نے اپنا لشکر مدینہ سے جب روانہ کیا تو رمضان المبارک کے دن تھے اور ۱۰ رمضان المبارک تھا حضور ﷺ روزے کی حالت میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور صحابہ کرام کا بھی روزہ تھا چونکہ راستہ لمبا تھا، صحرائی سفر تھا حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ صحابہ کرام کی طبیعت زیادہ خراب ہے، قہہ بھی آنا شروع ہوگئی ہے اور گرمی بھی زیادہ ہے تو حضور ﷺ اُونٹ پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا

اے میرے صحابہ سنو!!!!

میں روزہ افطار کرنے کا اعلان کرتا ہوں، حضور ﷺ نے پانی منگوایا روزہ افطار کیا اور دیگر صحابہ کرام کو بھی حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں، عصر کا وقت تھا صحابہ کرام نے بھی روزہ کھول لیا چونکہ حضور ﷺ نے روزہ کھول لیا تھا لیکن کچھ صحابہ کرام نے روزہ افطار کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نہیں ہماری صحت ٹھیک ہے اور ہم مغرب کے وقت ہی روزہ افطار کریں گے، جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچائی گئی کہ کچھ صحابہ نے روزہ کھولنے سے انکار کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ ہماری صحت ٹھیک ہے تو حضور ﷺ دوبارہ اُونٹ پر سوار ہوئے اور فرمایا جس کا روزہ میرے ساتھ افطار ہوا ہے بس اُسی کا روزہ اللہ نے قبول فرمایا اور جس نے افطار نہیں کیا اُس کا روزہ اللہ نے قبول نہیں فرمایا تو یہ حضور ﷺ کا درجہ اور مقام ہے جو اللہ نے اس آیت کے ذریعے سامنے رکھا ہے۔

۳۔حیاتِ نبوی ﷺ سے تیسری مثال:

احد کے دن بھی کچھ ایسا ہوا حضور ﷺ نے کچھ تیراندازوں کو حکم دیا کہ وہ پہاڑی پر رکیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ نہیں چھوڑنی صحابہ کرام نے فرمایا کس حالت میں جگہ چھوڑ سکتے ہیں فرمایا کسی حالت میں جگہ نہیں چھوڑنی ،فرمایا اگر ہماری لاشوں پر گھوڑے بھی دوڑ جائیں تم نے جگہ نہیں چھوڑنی احد کے میدان میں جب مسلمانوں نے دیکھا کہ کفار بھاگ رہے ہیں اور ہمیں فتح حاصل ہوگئی ہے اور یہ اُوپر دیکھ رہے ہیں کہ مالِ غنیمت لُوٹا جا رہا ہے کفار اپنے تیر، کمانیں اور زیورات چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں تو یہ ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے اور کچھ صحابہ نے کہا کہ نہیں حضور ﷺ نے منع کیا ہے ہم اس پہاڑی کو نہیں چھوڑیں گے، کچھ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمیں جنگ تک رکنے کا کہا تھا لہٰذا جنگ ختم ہوگئی تو ایک صحابی وہاں رہ گئے اور باقی سارے اتر گئے اور حضور ﷺ کے اس حکم سے بھی آگے نکل گئے جو حضور ﷺ نے دیا تھا کہ اگر ہماری لاشوں پر گھوڑے بھی دوڑ جائیں تو تم نے اس پہاڑی کو نہیں چھوڑنا ،حضرت خالد بن ولیدؓ اُس وقت اسلام نہیں لائے تھے آپ بڑے سمجھدار جرنیل تھے آپ کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے اور جب آپ نے دیکھا کہ وہ پہاڑی خالی ہوگئی ہے تو یہ پیچھے کی طرف سے آئے اور مسلمانوں کا رُخ چونکہ آگے کی طرف تھا، مال لوٹنے میں مصروف تھے انہوں نے پیچھے سے حملہ کیا اور کئی مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے اور مسلمانوں کو کافی نقصان ہوا اور حضور ﷺ کے دندان مبارک بھی اسی غزوہ میں شہید ہوئے ،حضور ﷺ کے چہرہ مبارک سے خون نکلا اور حضور ﷺ کی داڑھی شریف اُس خون سے تر ہوگئی تو حضور ﷺ نے پوچھا ایسا کیوں ہوا صحابہ کرام نے فرمایا ہم نے سمجھا کہ ہمیں فتح ہوگئی ہے اس لئے ہم نے پہاڑی چھوڑ دی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کی اگر ہماری لاشوں پر گھوڑے بھی دوڑا دیئے جائیں تو بھی پہاڑی نہیں چھوڑنی ہے۔

تو یہ بھی آیت نازل ہونے کی وجہ بنی **لَا تُقَدِّمُوْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِه کہ کسی حالت میں اللہ اور رسول سے آگے نہ جاؤ۔**

۴۔حیاتِ نبوی ﷺ سے چوتھی مثال:

ایک صحابی سے حضور ﷺ کو کچھ کام تھا آپ نے حکم دیا کہ بلایا جائے گھر سے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ مسجدِ نبوی میں ہیں اور نفل پڑھ رہے ہیں وہ صحابی مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ نفل پڑھ رہے ہیں اور اُن کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے،سلام پھیرا تو کہا کہ حضور ﷺ آپ کو یاد کرتے ہیں۔

ہونٹوں پہ کبھی اُن کے میرا نام تو آئے
آئے تو سہی برسرِ الزام ہی آئے

وہ صحابی کہنے لگے کہ میں نے نفلوں کی کچھ نیت کی ہے تو میں وہ پڑھ لوں پھر آتا ہوں اللہ کی عبادت کرلوں یقیناً نبی کا حکم بہت بڑا ہے لیکن میں پہلے نفل پڑھ لوں آپ چلیں میں ابھی آپ کے پیچھے آتا ہوں یہ کہہ کر دوبارہ نفل شروع کر دیئے ابھی یہ صحابی مڑے ہی ہیں مسجد نبوی باہر نہیں نکلے ہیں کہ جبرائیلؑ اللہ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے اور کہا:

قل ان كنتم تحبون الله فا تبعونی يحببكم الله

اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (یعنی آپ ﷺ) کی اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

علامہ اقبال نے اسی لئے فرمایا:

کی محمدﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو صحابہ کرام کو بھی یہی کہا کہ تم اللہ اللہ کرنا چاہتے ہو اور میں محمد محمد کروانا چاہتا ہوں۔

احد نال احمد ملیندے گزر گئی

محمد محمد پکیندے گزر گئی

حضرت میاں محمد بخشؒ نے حد کر دی احد اللہ ہے اور محمد حضور ہیں کہا میں تو محمد محمد کہلوانا چاہتا ہوں تم اللہ اللہ کہہ رہے ہو کہا میرے محبوب کی پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ ہر حالت میں حضورﷺ کی ذات اول ہو گی، ہماری محبت کا مرکز حضورﷺ ہیں، ہماری چاہتوں کا مرکز حضورﷺ ہیں، ہمارے عشق کا مرکز حضورﷺ ہیں، ہماری اچھی باتوں کا مرکز حضورﷺ ہیں، ہمارے اچھے خیالوں کا مرکز حضورﷺ ہیں، ہمارا سفر حضورﷺ ہیں، ہمارا حضر حضورﷺ ہیں، ہمارے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے بھی حضورﷺ ہیں، ہمارا سب کچھ حضورﷺ ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے بھی اسی لئے فرمایا تھا:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے

ہمارے مُنہ میں زباں تمہارے لئے

ہم تو آئے ہی اس دنیا میں حضورﷺ کے لئے ہیں جس دن تم پر یہ حقیقت کھل گئی تم سراپا محبت بن جاؤ گے ہماری پیدائش حضورﷺ کے لئے ہوئی ہے، یہ سارے زمین و آسماں کائنات کی پنہائیاں حضورﷺ کے لئے تخلیق کی گئی ہیں اور ہم سب کا اس دنیا میں آنا بھی حضورﷺ کے لئے ہے۔

یہ تو حضورﷺ کے دور کے لئے تھا کہ حضورﷺ موجود تھے لہٰذا صحابہ کرامؓ کے لئے تھا کہ وہ حضورﷺ کی پیروی کریں تو آج حضورﷺ اُس طرح ہمارے سامنے موجود نہیں تو کیا کریں؟؟؟؟

آج اس آیت کا کیا مقام ہے، آج اس آیت کی کیا Application ہے؟

آج یہی ساری رحمتیں اور برکتیں استادِ گرامی اور علماء کرام کے لئے ہوں گی، شیوخ، پیرانِ عظام اور وہ تمام جو دین کے محافظ ہیں اُن کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ ہوگا۔

وہ چل رہے ہوں تو اُن سے آگے نہیں چلنا

اُن کے مصلیٰ پر نہیں بیٹھنا

اُن کی بات سے آگے بات نہیں کرنی

اُن کی گفتگو میں بڑھ، چڑھ کر اُن سے آگے نکلنے کی کوشش نہیں کرنی

ہر لحاظ سے اُن کی پیروی میں رہنا یہ آج کے دور میں اس آیت کی Application ہے کہ استاد، شیخ اور مرشد اُس جگہ پر ہوگا اسی طرح وہ رحمتیں اور برکتیں جو اللہ نے اس آیت میں رکھی ہیں وہ نیک لوگوں کے ساتھ جوڑ دی ہیں اور اُن کے پیچھے چلنے میں ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے یہ ثابت کیا کہ صحابہ میرے نبی کے پیچھے رہیں، چاہے کوئی ابوبکر ہے، عمر ہے، چاہے کوئی کتنی ہی شانوں والا ہے وہ میرے نبی کے پیچھے ہی رہے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیچھے رکھنے میں حکمت کیا ہے؟

یاد رکھئے:

''جو پیچھے رہتا ہے وہی ایک دن آگے آتا ہے''

پیچھے رہنے والے ہی آگے آتے ہیں جو کسی کے پیچھے نہیں چلتے وہ آگے نہیں آسکتے

ساری زندگی اکیلے نمازیں پڑھتے رہنا، اکیلے ہی قرآن اور حدیثیں پڑھتے رہنا اور اکیلے اکیلے ہی لگے رہنا اور یہ کہنا کہ میں خود ہی اپنا مرشد اور پیر ہوں وہ لوگ کبھی کسی کی رہنمائی نہیں کرسکتے۔

''رہنمائی وہ کرسکتا ہے جو کبھی کسی کے پیچھے چلا ہو''

علامہ اقبال نے اسی لئے کہا تھا:

گر کسی کو شعیب گر آئے میسر

تو

شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے اللہ سے کلام کیا کرتے تھے لیکن اُس وقت تک کلام میسر نہیں ہوا جب تک حضرت شعیب علیہ السلام کی شاگردی اختیار نہ کی، آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دس سال بکریاں چرائیں اور پھر فرمایا اب جاؤ آپ اپنی بیوی حضرت سارہ ؓ کے ساتھ گئے تو اُس وقت اللہ نے کلام کا شرف بخشا۔

شبانی کہتے ہیں بکریاں پالنے کو اور کلیمی کہتے ہیں کلام کرنے کو

اگر کسی کا شعیب ہی نہیں تو شبانی سے کلیمی کیسے ملے گی؟

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ اپنے طالب علموں کے ساتھ بیٹھے تھے ایک طالبِ علم آپ کے پاؤں دبا رہا ہے، ایک سر میں تیل لگا رہا ہے اور کثیر تعداد میں طالبِ علم بیٹھے ہیں اور بہت خوبصورت مسائل بیان کررہے ہیں قریب ایک تالاب بھی ہے، ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کہ اچانک ایک دیوانہ سا شخص گزرتا ہے وہ آپ کو دیکھتا ہے اور قریب آجاتا ہے اور کہتا ہے مولوی کیا کررہے ہو؟ مولوی کس کو پڑھا رہے ہو؟ یہ سن کر آپ کے چہرے پر غصے کے آثار آجاتے ہیں، آپ اُس وقت روم کے ایک بہت بڑے عالم تھے تو جب آپ سے پوچھا کیا پڑھا رہے ہو؟

آپ نے غصے سے جواب دیا کتاب پڑھ رہا ہوں

اُس بزرگ نے کتاب پکڑی اور تالاب میں پھینک دی کتاب پانی میں ڈوب جاتی ہے یہ دیکھ کر حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ کو غصہ آ گیا اور فرمانے لگے اے دیوانے !!

تو نے میری اتنی محنت ضائع کر دی یہ پانی میں پھینک دی میں نے تو اتنی محنت سے لکھی تھی اور اس کے اندر اتنے اعلیٰ علم کے مسائل ہیں تو نے سارے ضائع کر دیئے وہ مسکرا کر کہنے لگا:

''لگتا ہے کہ تیرا علم کتابی ہے''

تجھے پتہ کچھ نہیں تو کتاب کا محتاج ہے وہ دیوانہ مسکراتا ہے اور اُس کتاب کو تہہ سے نکالتا ہے اور کتاب کو جب اُوپر اٹھاتا ہے تو کتاب ایسے خشک ہو جاتی ہے جیسے کتاب پانی میں گری ہی نہیں اُس کے صفحے بھی خشک ہیں، اُس پر لکھائی بھی ویسی ہے۔

وہ دیوانہ کتاب ہاتھ میں پکڑاتا ہے اور کہتا ہے لے لے یہی کتاب چاہئے تھی نہ تجھے

یہ کہہ کر وہ دیوانہ چل پڑتا ہے، آپ طالبِ علموں کو کتاب پکڑاتے ہیں، اُنہیں خیر آباد کہتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے میرا مرشد مل گیا ہے اور اُس دیوانے کے پیچھے چل پڑتے ہیں، پوچھتے ہیں آپ کون ہیں حضرت؟ اور یہ کیا تھا

وہ دیوانہ کہتا ہے میرے پاس وہ علم ہے جو تیرے پاس نہیں ہے

اور پھر اُن کے ساتھ چلے گئے اور 15 سال اُن کی خدمت میں گزارے، آپ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

میں مولوی تھا، مولانا روم نہیں بن سکتا تھا

تا از غلام شمس تبریز نہ شد

اُس وقت تک جب تک میں شمس تبریز کا غلام نہیں بنا

لوگو!!! میں مولوی تھا مولانا روم میں بعد میں بنا......

غلامی اللہ کو پسند ہے، **لَا تُقَدِّمُوْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ** میرے رسول سے آگے نہ نکلو، پیچھے رہو، غلامی میں رہو ایک وقت آئے گا کہ میرے رسول کی اتباع اور غلامی تمہیں بادشاہ بنا دے گی۔

اپنے شیخ سے، علماء کرام سے، اللہ والوں سے کبھی بھی آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو یہ اللہ نے پہلی آیت میں اس کی تعلیم دے دی ہے اور صحابہ کرام جو پہلے محبت کے پیکر تھے اُنہیں حضور ﷺ کی محبت کا یہ نازک ادب سکھا اُن کی محبت کو مکمل کر دیا کہ اب تمہاری محبت مکمل ہوگئی ہر لحاظ سے پیچھے رہو، میرے حضور سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو۔

ا۔ کسی لحاظ سے اُن کی برابری اور اُن سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو۔

۲۔ حضور ﷺ نے جو ہمیں حکم دیا ہے ہمیں اُس کے پیچھے چلنا ہے۔

حضورﷺ نے سچ بولا اور سچ کا حکم دیا، نماز پڑھی اور نماز کا حکم دیا، نیکی کی اور نیکی کا حکم دیا، حضورﷺ نے ساری زندگی کبھی وعدہ توڑا نہیں ہے، حضورﷺ نے کبھی کسی کا دل نہیں دُکھایا، کبھی کسی کی امانت میں خیانت نہیں کی، کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔

حضورﷺ نے ان ساری باتوں سے منع فرمایا ہمیں بھی ان باتوں پرعمل کرنا چاہیئے

یہاں بھی مراد یہی ہے کہ اللہ اور رسول سے آگے نہ برھو جتنا حکم دیا اُس پرعمل کرو۔

حضورﷺ نے ایک مُٹھ داڑھی شریف رکھی ہے تم بھی اس سنت پرعمل کرو اس سے آگے نہ بڑھو تو جن کی ناف تک ہوتی ہے، جن کی کتراویں ہوتی ہے وہ کیا کریں؟

جو اس گھمنڈ میں ہیں کہ میں نے کتراویں داڑھی رکھی ہے.........نہیں جتنا کہا اتنا کرو

جتنا کہا وہ کرو باقی اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو، جو حضورﷺ نے کیا ہے وہ کرو، جو حضورﷺ نے کہا وہی اصل بات ہے اور وہ حرفِ آخر ہے اُس کے اُوپر کوئی گنجائش نہیں ہے تمہاری عقل اُس پر کتنی ہی دلیلیں دے، تمہارے حالات کتنا ہی اُس کا رونا روئیں

اللہ نے وہی عمل پسند کرنا ہے جو حضورﷺ کے عمل کے مطابق ہے۔

پھر اللہ نے جملہ کہہ کر بات مکمل کر دی **وَ اتَّقُوا اللّٰهَ** کہ اللہ سے ڈرو اگر تم نے ایسا کیا تو میں آگے بیٹھا ہوا ہوں تمہاری پوری خبر لوں گا، دھیان کرو، بے ادبی کرو گے تو آگے اللہ کا ڈنڈا موجود ہے.........ڈر جاؤ.........ڈر جاؤ.........مولا کیا کر دیا ایسا؟ کچھ بھی تو نہیں کیا؟ کہا تم نے میرے نبی کی بات کو پورا نہیں کیا۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ کہا ڈرو اور ساتھ فرمایا: **اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ** تم جو کہہ رہے ہو اور جو تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو اُس کا بھی علم ہے جو سوچ رہے ہو کہ نہیں ایسے کرلوں، ویسے کرلوں، آج کرلوں، نہیں کل کرلوں گا، فلاں وقت آئے گا تو کرلوں گا۔

یہ ساری باتیں مجھے معلوم ہیں بس تم ڈرو مجھ سے اور میرے نبی کی پیروی میں رہو، پیچھے رہو اور اگر کسی قسم کی بے ادبی کی تو آگے اللہ کی ذات موجود ہے، میں اپنے نبی کا **guard** بن کر کھڑا ہوں، میں **security** کر رہا ہوں، اُس کی عزتوں کا محافظ میں خود ہوں۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ: ڈرو اللہ سے اس لئے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے وہ سُن بھی رہا ہے اور علم والا بھی ہے۔

اللہ نے جتنی محبتوں کے انبار لگائے اللہ سمجھنے کی توفیق دے (آمین)

حضورﷺ کی ذاتِ مبارکہ اللہ کی ذات کا مظہر ہے اللہ کو اپنے ادب کے لئے، اپنی شان کو ظاہر کرنے کے لئے کسی ذات کی ضرورت تھی، اس کائنات کے جتنے بھی اجسام ہیں وہ سارے کے سارے اللہ نے پیدا کیے اور اللہ کی ذات کا اظہار ہیں سورج اللہ کی ذات کا اظہار ہے، چاند اللہ کی ذات کا اظہار ہے، زمین اللہ کی ذات کا اظہار ہے، آسمان اللہ کی ذات کا اظہار ہے، سمندر اللہ کی ذات کا اظہار ہے یہ ساری چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ ہے لیکن یہ ساری چیزیں اللہ کی ذات کا مکمل اظہار نہیں ہیں کیونکہ ان کے اندر کمیاں ہیں پہاڑ اللہ کی ذات کا اظہار ہیں لیکن ان میں پانی جیسی نرمی نہیں، سمندر اللہ کی ذات کا اظہار ہیں لیکن ان میں پہاڑوں جیسی سختی نہیں، سورج اللہ کی ذات کا اظہار ہے لیکن اس میں چاند جیسی ٹھنڈک نہیں یہ سارے نامکمل تھے اللہ کو ایک ایسی ذات بنانی ضروری ہوگئی جو اُس کی پوری ذات کا مظہر بنے اور اُس کے لئے اللہ نے محمدِ مصطفیٰﷺ کو تخلیق فرمایا۔

حضورﷺ اللہ کی ذات کا کامل مظہر بن کر آئے

اللہ کی ذات کا ادب بہت بڑا ہے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **اللہ کی ذات کا ادب کیسے کریں؟** نہ وہ سننے میں، نہ وہ چکھنے میں، نہ وہ چھونے میں، نہ وہ نظر آنے میں، نہ وہ محسوس ہونے میں، نہ اُسے دیکھا جا سکتا ہے، نہ وہ کسی کے خیال میں آسکتا ہے، تو مولا تیرا ادب کیسے کریں؟؟

حضورﷺ نے سارا مسئلہ حل کر دیا فرمایا:

''جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا''

لہٰذا حضورﷺ اللہ کی ذات کا مظہر ہیں، اللہ کی ذات کی تجلی حضورﷺ ہیں، لوگ کہتے ہیں آپ حضورﷺ کا اتنا ادب کیوں کرتے ہیں؟ اصل میں ہم حضورﷺ کا نہیں بلکہ اللہ کا ادب کرتے ہیں کیونکہ حضورﷺ اللہ کی ذات کا مظہر ہیں، اللہ کی ذات کا عکس بن کر آئے، اللہ کی تجلیات کا مظہر بن کر آئے۔

اتر کر حرا سے وہ سوئے قوم آیا　　　اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا کہ صوتِ ہادی　　　عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

حضورﷺ عرب وعجم کے شہنشاہ بن کر آئے، جو نظر آرہا ہے حضورﷺ اُس کے بھی نبی ہیں، جو نظر نہیں آرہا اُس کے بھی نبی ہیں، آسمانوں کے نبی، زمینوں کے بھی نبی ہیں، حضورﷺ اس کائنات کی ہر شے کے نبی ہیں جس طرح اللہ کی ذات ہر ایک کی طرف ہے اسی طرح حضورﷺ کی ذات بھی ہر ایک کی طرف ہے۔

سورۃ حجرات ادب پیدا نہیں کرتی بلکہ یہ ادب کو مکمل کرتی ہے اور عاشقوں کے تمام انداز اس میں مکمل بیان ہوئے ہیں اللہ حضورﷺ کی محبت کو اُس درجے پر پہنچاتا ہے کہ جس کے بعد ادب ومحبت کے سارے زاویے مکمل ہو جاتے ہیں یہ اتنی ادب والی آیات ہیں کہ اللہ نے اس کے لئے صحابہ کرام کے سینے چُنے ہیں، صحابہ کرام کو ہی اس میں پہلے مخاطب کیا ہے، صحابہ کرام بڑے باادب تھے لیکن اللہ نے اس کے باوجود یہ آیات نازل فرمائیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اپنا ہی ایک ادب تھا مسجدِ نبوی شریف میں بابِ جبرائیل یعنی حضرت جبرائیل کے نام سے دروازہ ہے جہاں سے حضرت جبرائیل حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے لہٰذا حضورﷺ نے اپنی مسجد کے اُس دروازے کا نام بابِ جبرائیل رکھا، حضرت جبرائیلؑ کثرت سے حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے ایک بار ایسا ہوا کہ حضورﷺ آرام فرما رہے تھے اور حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے اللہ کی وحی لے کر تشریف

لائے تھے ایک بات بڑی قابل غور ہے کہ حضورﷺ جہاں جہاں جاتے قرآن آپ کے پیچھے آتا ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جبرائیلؑ مسجدِ نبوی میں آکر بیٹھ گئے ہوں اور پیغام دیا ہو کہ جاؤ جا کر حضورﷺ کو بلا کر لاؤ میں اللہ کا پیغام لایا ہوں۔

حضورﷺ غارِ حرا میں ہیں قرآن وہاں پہنچ جاتا، حضورﷺ غارِ ثور میں ہیں قرآن وہاں پہنچ جاتا، حضورﷺ گلیوں سے گزر رہے ہیں قرآن وہاں آجاتا، حضورﷺ مکہ میں ہیں قرآن وہاں آجاتا، حضورﷺ مدینہ میں ہیں قرآن وہاں آجاتا یعنی حضورﷺ کے پیچھے قرآن آیا ہے، حضورﷺ قرآن کے پیچھے نہیں گئے۔

جبرائیلؑ نے جب دیکھا کہ حضورﷺ آرام فرما رہے ہیں تو جگانا مناسب نہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضورﷺ تک ہر نبی کو پیغام دینے کے لئے جبرائیلؑ کو بھیجا اسی لئے آپ کو امانت دار کہا جاتا ہے کیونکہ آپ اللہ کی امانتیں نبیوں تک پہنچاتے تھے، ادب کا علم تھا اس لئے خاموش ہو گئے کہ حضورﷺ ابھی اٹھتے ہیں تو قرآن دیتا ہوں، حضورﷺ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔

حضورﷺ کی نیند قرآن سے بہتر ہے

سوچنے لگے کیا کروں؟ کہ اُدھر اللہ کے عرش سے آواز آتی ہے کیا ہوا جبرائیل لیٹ ہو گئے ہو؟ جواب دیا یا اللہ تیرا نبی سو رہا ہے اللہ کی بارگاہ سے جواب آیا کیا کرنا ہے جبرائیل؟ کہا اللہ انتظار کر لیتا ہوں کہا نہیں انتظار نہ کرو اپنے جسم کی طرف دھیان کرو تمہارا جسم سارا نور کا بنا ہوا ہے کہا مولا ہاں میرا جسم نور کا بنا ہوا ہے، فرمایا اپنے لبوں کی طرف دھیان کرو!!!!

تمہارے لب کافور کے بنے ہوئے ہیں

کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ تمہارا جسم نور کا ہے اور تمہارے لب کافور کے ہیں یہ کیوں میں نے ایسے بنائے ہیں؟ کہا مولا! کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی تو نے مجھے اگر ایسا بنایا ہے تو اس میں کوئی حکمت ہوگی، اللہ نے فرمایا اے جبرائیل!!

ہم نے تیرے لب اس لئے کافوری بنائے کہ جب میرا نبی سو رہا ہو تو تم اپنے کافوری لبوں سے اُسے جگا سکو، کافوری لبوں کی ٹھنڈک سے میرا نبی جاگے۔

جبرائیل علیہ السلام فرمانے لگے مولا آج سمجھ آئی تو نے میرے لب کافوری کیوں بنائے یہ جبرائیلؑ کا حضورﷺ سے ادب کا ایک معاملہ تھا۔ پھر آپ کا ایک یہ بھی انداز تھا کہ آپ جب بھی حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو حضرت دحیہ قلبی کی شکل میں حاضر ہوتے، حضرت دحیہ قلبی صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے، حضرت جبرائیلؑ حضورﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے اور حضورﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے جوڑ لیتے، حضورﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ جبرائیلؑ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے کیوں لگاتے ہیں فرمایا میں نہیں لگاتا وہ خود لگاتا ہے۔ جبرائیل فرماتے ہیں کہ جب میں حضورﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے لگاتا ہوں تو مجھے حضورﷺ کا فیض ملتا ہے تو حضورﷺ کے ساتھ مس ہو کر اللہ کی آیات وہ حضور کو دیا کرتے تھے، اللہ کی امانت حضورﷺ تک منتقل فرماتے تھے۔

آیت نمبر:۲

يٰٓاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

اے ایمان والو! نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اور نہ نبی کے ساتھ اس طرح بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے اُونچی آواز میں بات کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بے ادبی سے تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

آیت نمبر:۳

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ.

جو لوگ نیچی رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے قبول کرلیا ہے انہی کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم بھی ہے۔

یہ آیتِ کریمہ حضورﷺ کی محبت اور ادب کو دل میں پیدا کرنے کے حوالے سے ہے، بڑی ضربُ المثل اور علماء کے اندر مشہور آیت ہے یہ آیتِ کریمہ حضورﷺ کے روضہ مبارک کے باہر لکھی ہوئی ہے، حضورﷺ کے در کی تختی اس آیت کے ساتھ مزین ہے اس آیت کا ادب اتنا بلند ہے کہ اس کو انسانی عقل سمجھ نہیں سکتی۔

اللہ نے اس آیت کا آغاز یا یھاالذین امنوا سے کیا اور اس سے پچھلی آیت کا بھی آغاز انہی لفظوں سے ہوا اب یہاں ایک بات سمجھنے والی ہے کہ قرآن کبھی Useless Repitition نہیں کرتا قرآن بار بار کسی چیز کو دھراتا نہیں ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس آیت کا آغاز کسی اور لفظ سے ہوتا کیونکہ اس سے پہلی آیت کا آغاز یا یھا الذین امنو سے ہو چکا تھا لیکن اللہ نے دوبارہ ان الفاظ کا استعمال کیوں کیا؟؟

اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہ آیتِ کریمہ اپنی جگہ ایک value رکھتی ہے اور اللہ نے دوبارہ یا یھا الذین امنو لگا کر کہا دھیان دو میں ایک اور نئی بات کرنے لگا ہوں اور صحابہ کرام سے جو گفتگو کی گئی وہ ایمان والوں کو خطاب کر کے کی گئی ہے۔

حضورﷺ کے سامنے آواز کو اُونچا کرنا ان لوگوں کا طریقہ کار نہیں تھا یہ لوگ تو اس قدر باادب تھے کہ جب حضورﷺ جب درس دیا کرتے تھے تو صحابہ کرام اس قدر اہتمام سے سُنتے تھے کہ پرندے آکر اُن کے کندھوں پر بیٹھ جاتے تھے، اتنے دھیان سے، اس قدر Still ہو کر سُنتے تھے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے اتنا ادب کہ پرندے آکر بیٹھ جاتے کہ پتا نہیں کہ یہ کوئی چٹان یا درخت ہے جو ہل ہی نہیں رہی اُن کے لئے اللہ کہہ رہا ہے کہ اپنے ادب کو مزید مکمل کرو۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

کسی حالت میں اپنی آواز میرے نبی سے بلند نہ کرو

وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ

اور نہ اس طرح میرے نبی سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے قہقے لگا کر بات کرتے ہو

میرے نبی کے ساتھ ایسا انداز اختیار نہ کرنا میرے نبی کی بارگاہ ادب کی بارگاہ ہے یہاں ہرگز بے ادبی نہ ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کہا کسے جا رہا ہے؟ یہ صحابہ کرام کو کہا جا رہا ہے اور اُن کے ذریعے یہ حکم ہمیں ملا ہے۔

حضرت ثابت بن قیسؓ: حضورﷺ کے وہ صحابی ہیں جن کی آواز قدرتی اُونچی تھی تو جب آپ حضورﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو لگتا کہ حضورﷺ کی آواز دب گئی ہے اور حضورﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ حضورﷺ آہستہ آواز میں گفتگو فرماتے تھے، نرمی سے گفتگو فرماتے تھے صحابہ فرماتے تھے کہ بعض اوقات ہمیں کان لگا کر سُننا پڑتا کہ حضورﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ آہستگی، نرمی اور مٹھاس آپ کی گفتگو کا خاصہ تھا۔

حضورﷺ آہستہ آواز میں گفتگو فرماتے اور یہ جب بولتے تو ان کی آواز بلند ہو جاتی اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر لیا اور رو رو کر اپنا بُرا حال کر لیا حضورﷺ کو خبر پہنچائی گئی کہا کیا ہوا ثابت کو؟ کہا حضرت ثابتؓ سمجھتے ہیں کہ یہ آیت میرے لئے اتری ہے کیونکہ میری آواز اُونچی ہے، حضورﷺ نے فرمایا: مجھے ثابت کے گھر لے چلو۔

حضورﷺ حضرت ثابت بن قیسؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ثابتؓ سے ملے اور فرمایا اے ثابت!!! یہ آیت تیرے لئے نہیں اتری اللہ نے دنیا کو میرے ادب کا ایک رنگ دکھایا ہے تیری آواز قدرتی اُونچی ہے تو میرا بے ادب نہیں ہے۔

یہاں نظریں جھکا لو، خاموشی اختیار کر لو اور ادب اور محبت کے سارے رنگ اپنا لو کیونکہ یہ میرے نبی کی بارگاہ ہے، یہ حضور کا در ہے، تم سب کچھ اپنے گھر چھوڑ کر آؤ، تم چوہدری ہو، کتنے بڑے تعلیم والے ہو، سب کچھ گھر چھوڑ کر آؤ، میرے نبی کی بارگاہ میں محبت اور ادب لے کر آؤ، صحابہ کرام نے جب یہ دیکھا کہ اتنا بڑا معاملہ بن چکا ہے اور اس آیت کے اترتے ہی مدینہ شریف میں ایک نیا دن چڑھا، صحابہ کرام ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کریں؟

حضرت صدیق اکبرؓ حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

حضورﷺ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مرتے دم تک آپ سے کبھی اُونچی آواز میں گفتگو نہیں کروں گا، میری طرف سے آج ضمانت لے لیں میں آئندہ آہستہ آواز میں گفتگو کروں گا۔ حضرت ابو بکرؓ کی آواز اُونچی نہیں تھی لیکن آواز میں تھوڑی سختی تھی آپ اپنے گھر میں مشق کرنے لگے کہ کس طرح اپنی آواز کو پست کروں؟ Practice کرنا شروع کر دی کہ میں حضورﷺ کے ساتھ اب ایسے گفتگو کیا کروں گا اور لوگوں سے پوچھنے لگے کہ دیکھو میں آہستہ بات کر رہا ہوں؟

حضورﷺ کے عشق کا ایک نیا رنگ دیکھا لوگوں نے، لوگ حضورﷺ سے اس انداز سے گفتگو کرنے لگے پھر فرمایا کہ اگر تم میرے نبی کے سامنے اُونچی آواز میں بات کر بیٹھے، زبان درازی کی تو اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ میں تمہارے اعمال ضائع کر دوں گا۔

مولا!! کیا کر دیا ہم نے؟

کیا کوئی شراب، سود جیسا بڑا گناہ ہو گیا کہ اعمال ضائع ہو جائیں گے آپ پورا قرآن اٹھائیں اللہ نے زنا، شراب، قتل اور دوزخ کا ذکر کیا فرمایا نہیں چھوڑوں گا اگر تم نے فلاں جرم کیا، سزائیں بیان کیں کہ گرم پیپ کا پانی پلاؤں گا، تمہارا دوزخ میں حشر بُرا کر دوں گا، ہر شے اللہ نے بیان کر دی اور کسی بھی گناہ کے عوض یہ نہیں کہا کہ میں تمہارے اعمال ضائع کر دوں گا۔

قتل کیا، گناہ کیا، کچھ بھی کیا لیکن تمہاری نیکیاں قائم ہیں، تمہاری نمازیں، تمہارے روزے، تمہاری تلاوتیں، سجدے، تم نے جو عمرے اور حج کیے، تم نے جو تسبیح پڑھی اُسے نہیں چھیڑوں گا وہ تیرا حق ہے تو نے جو پڑھا ہے قیامت کے دن دیکھ لوں گا ہاں تیرا وہ حصہ ہے، اُس دن تمہارے اچھے اعمال کی جزا تمہیں ضرور ملے گی، تم نے قتل کیا ہے قیامت کے دن تمہیں اُس کی سزا ملے گی، کہیں بھی اعمال ضائع کرنے کی گفتگو نہیں کی لیکن جب باری آئی ادبِ مصطفیٰﷺ کی، باری آئی حضورﷺ کی بارگاہ کی تو پھر انداز دیکھو فرمایا:

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ

او حاجی صاحب، او نمازی، او پیر جی، او داڑھی والے!!!! اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو؟

تیرے سارے اعمال اس طرح ضائع کر دوں گا کہ اُن کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا کہاں گئی تیری تسبیح، کہاں گئیں تیری نمازیں، کہاں گئے تیرے روزے، کہاں گئے تیرے حج اور عمرے؟؟؟ ارے میرے نبی کی بارگاہ میں بے ادبی کرتے ہو، میرے نبی کی بارگاہ میں زبان کھولتے ہو؟

آپ اندازہ کریں جو زبان کھولے اُس کا یہ حال ہے تو جو حضورﷺ کا علم ناپے اور میلاد کے اُوپر منہ کھولے اور حضورﷺ کو نور و بشر ثابت کرنے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگائے اور حضورﷺ کی بارگاہ میں اس طرح کی باتیں کرے کہ یہ تو ہمارے بڑے بھائی جیسا ہے تو اندازہ لگائیں کہ!

حضورﷺ کی بارگاہ میں اُونچی آواز سے بات کرنے والوں کے لئے ایسا حکم ہے تو جو حضورﷺ کے حوالے سے ایسی گفتگو کرتے ہیں اُن کا کیا حال ہوگا؟

جو حضورﷺ کے بارے میں ایسی بات کرتے ہیں کہ مدینہ کیا لینے جاتے ہو وہاں تو قبر ہے صرف جانا ہے تو مکہ جاؤ۔

یہاں تَحۡبَطَ کا لفظ استعمال ہوا ہے، تَحۡبَطَ کہتے ہیں جس چیز کو ساتوں زمینوں کے نیچے دفن کر دیا جائے تو اللہ کہہ رہا ہے کہ میں تیرے عمل کو زمین کے اُوپر بھی نہیں رکھوں گا، تیرے عمل کو ساتوں زمینوں سے لے جا کر نیچے دفن نہ کر دوں تو تم مجھے رب نہ کہنا۔۔

تو میرے نبی کی بارگاہ میں بے ادبی کر کے سوچ رہا ہے کہ تو حاجی رہا ہے، تو نمازی رہا ہے، تو نیک ہے بڑا، تجھے بڑا علم ہے، تجھے قرآن کی آیات بڑی اچھی آتی ہیں تو سمجھ رہا ہے کہ تیرے پلے کچھ رہ گیا ہے؟ تیری غلط فہمی ہے وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ میں تجھے پتہ بھی نہیں چلنے دوں گا کہ تیرے ساتھ ہوا کیا ہے۔

غور کریں!!! اگر کوئی ظلم اور زیادتی کرے تو اُسے پتہ ہوتا ہے کہ میں نے کیا کِیا ہے وہ توبہ کر سکتا ہے، توبہ کے دو نفل پڑھ سکتا ہے کہ مولا! مجھے معاف کر دے مجھ سے ظلم ہو گیا

قرآن کہہ رہا کہ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ میں تمہیں شعور بھی نہیں ہونے دوں گا کہ تجھ سے کیا غلطی ہوئی؟

آپ ایسے لوگوں کی زبانیں دراز دیکھیں گے اُنہیں علم ہی نہیں ہوگا کہ ہم کر کیا رہے ہیں؟ اس قدر نازک بارگاہ ہے اور یہ وہ بارگاہ ہے کہ بڑے بڑے ولی گئے، غوث، قطب، ابدال، ولی گئے، حضور غوثِ اعظمؓ گئے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

اس آسمان کے نیچے یہ زمین کا ایسا حصہ ہے، حضورﷺ کا مزار جس کا ادب سب سے نازک تر ہے۔

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جب یہاں پر جنید و بایزید جیسے ولی بھی آئے ہیں تو اُن کے بھی سانس ادب سے گُھٹ گئے۔ اس قدر یہ محبت والی، پیار والی، ادب والی، عشق والی بارگاہ ہے۔

ادب صرف اُس دور میں نہیں تھا بلکہ آج بھی حضورﷺ کی بارگاہ کے آداب وہی ہیں جو صحابہ کرام کے دور میں تھے۔

خواتین جب ریاض الجنہ میں نفل ادا کرتی ہیں تو ریاض الجنہ سے حضورﷺ کی بارگاہ تقریباً ۱۵ فٹ دور ہے اور خواتین وہاں جا کر شور کرتی ہیں اصل میں اُنہیں پتہ ہی نہیں کہ حضورﷺ کی بارگاہ کتنی بڑی ہے اور اس کا ادب کتنا بڑا ہے۔

اگر آج بھی مسجدِ نبوی شریف میں جائیں تو اُس وقت بہت سارے لوگوں کو حضورﷺ کی زیارت ہو رہی ہوتی ہے کسی کو آپ دروازے پر مل رہے ہیں، کسی کو آپ اپنے گنبد کے پاس مل رہے ہیں، کسی کو آپ وضوخانے میں مل رہے ہیں، کسی کو آپ نماز پڑھتے ہوئے مل رہے ہیں، حضورﷺ تو آج بھی موجود ہیں اپنی خاص ذات، شان اور ادب کے ساتھ لیکن یہ زیارتیں ہر کسی کو نہیں ہوتیں۔

قابلِ غور بات!!!!!

یہی ادب حدیثِ رسول کا بھی ہے، جہاں کہیں حدیثِ رسول بیان ہو رہی ہو وہاں بھی یہی ادب ہوگا، وہاں بھی سانس گھٹ کر بیٹھنا ہوگا، بڑے ادب کا مظاہرہ کرنا ہوگا، سر جھکا کر بیٹھنا ہوگا۔

جہاں کہیں حضورﷺ کا میلاد ہو رہا ہو اُس کا ادب بھی یہی ہے کہ حضورﷺ کا میلاد ہو رہا ہے، حضورﷺ کی باتیں ہو رہی ہیں خاموشی سے سُنو۔

جہاں کہیں قرآن کا درس ہو رہا ہو، علماء کرام گفتگو کر رہے ہوں، مرشد کی بارگاہ کا بھی یہی ادب ہوگا۔

اللہ نے سارا کچھ قیامت تک حضورﷺ کی امت میں تقسیم کر دیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ.

وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے آگے پست رکھتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے پسند کر لیا۔

پہلے تو بے ادب لوگوں اور گستاخ طبقہ کے بارے میں بتایا اور اُن کا ذکر کر دیا کہ اُن کو یہ عذاب ہوگا۔

دوسرے نمبر پر وہ آیت بیان ہو رہی ہے، اُن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ادب والے ہیں کہ جو محبت والے ہیں ان کا انعام کیا ہے، جو پیار والے ہیں کیا کِیا اُنہوں نے؟؟

جو محبت والے ہیں وہ اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، بڑے آرام سے بات کرتے ہیں، ٹھنڈے ہو کر بات کرتے ہیں، تیزی نہیں کرتے اور انتظار کرتے ہیں۔

اُونچا بولنا عربوں کے اندر ایک عام سی بات تھی، ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر بات کرنا عربوں میں ایک رواج تھا اُس کی وجہ یہ تھی کی وہ سارے پڑھے ہوئے نہیں تھے

ادب کے لفظ سے آشنا نہیں تھے، ادب کا لفظ تو حضورﷺ نے سکھایا اُنہیں لہٰذا اُونچا بولنا ایک عام سی بات تھی اور صحابہ کرام سے بھی یہ عمل سرزد ہوا۔

ایک بار ایسا ہوا کہ حضورﷺ اپنے حجرے سے باہر نکلے، رمضان کا مہینہ تھا، چہرہ بڑا ہشاش بشاش اور موڈ بڑا خوشگوار تھا، حضورﷺ جب مسجدِ نبوی میں آئے تو دیکھا کہ دو صحابہ آپس میں اُونچی آواز میں گفتگو کر رہے ہیں، مسجد میں اُونچا بول رہے ہیں تو حضورﷺ اُن دونوں کو دیکھا اور واپس اپنے حجرے میں چلے گئے

،صحابہ نے نوٹ کر لی بات کہ حضورﷺ آئے تو تھے لیکن اپنے حجرے میں چلے گئے۔حضورﷺ بعد میں جب دوبارہ آئے تو اُنہوں نے عرض کی حضور!! آپ آئے تو تھے لیکن واپس چلے گئے فرمایا!!!ہاں اللہ نے مجھے خبر دی تھی کہ شبِ قدر آخری طاق راتوں میں سے کونسی رات ہوگی تو میں خوشی سے اپنی اُمت کو بتانے کے لئے باہر آیا کہ بتاؤں شبِ قدر کونسی رات ہے اکیسویں ہے،تیئسویں ہے،پچیسویں ہے،ستائیسویں ہے،یا اُنتسویں ہے مجھے علم ہوگیا تھا،اللہ نے مجھے خبر دے دی تھی۔

کیسی محبت ہے اللہ کی حضورﷺ سے کہ راز Share ہوتے تھے،قبر کے تین سوال Share ہوئے،قیامت کے چھ سوال Share ہوئے حضورﷺ نے وہ بھی بتادیئے تو یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ شبِ قدر نہ بتاتے۔فرمایا: میں بتانے آیا لیکن آگے تم دولوگ اُونچی آواز میں بات کررہے تھے۔
حضورﷺ کی طبیعت بڑی نازک ہے،محبت اور پیار کی انتہا آپ ہیں کہا میں نے جب تم دونوں کو اُونچی آواز میں بات کرتے دیکھا تو میری طبیعت پر گراں گزرا۔

مثال: ایک بندہ آپ کے لئے دو پاؤنڈ کا کیک لائے،بڑا ہی خوبصورت کیک اور بڑے پیار سے آپ کے لئے لے کر آرہا ہو اور آپ آگے سے کسی سے لڑ رہے ہوں تو کیا وہ آپ کو کیک دے گا؟ وہ نہیں دے گا،وہ کہے گا یہ موقع ہی نہیں کیک دینے کا،میں اس کے لئے کیک لے کر آیا ہوں اور یہ آگے سے لڑ رہا ہے تو وہ یقیناً واپس چلا جائے گا۔
حضورﷺ نے بھی یہی عمل کیا آپ نے جب صحابہ کرام کو دیکھا اُونچی آواز سے بات کرتے تو واپس چلے گئے تو صحابہ کرام نے فرمایا:حضور!!اب بتادیجئے فرمایا نہیں میں جیسے ہی اپنے حجرے میں واپس آیا اللہ نے مجھے بھلا دیا اب مجھے یاد نہیں رہا لہٰذا تم اکیسویں،تیئسویں،پچیسویں،ستائیسویں،اُنتسویں یہ پانچوں راتیں جاگو ساری عمر کے لئے،قیامت تک مسلمانوں کو پانچوں راتیں جاگنا پڑ گئیں،صرف اُن دو صحابہ کے اُونچی آواز میں بات کرنے کی وجہ سے،خیر اس میں حکمت بھی تھی۔

حضورﷺ نے فرمایا جو آخری پانچ راتیں جاگے گا اللہ اُسے پانچ لیلۃ القدر عطا فرمائے گا۔

حضورﷺ کی بارگاہ کا ادب دیکھیں کہ ذرا اُونچا بولے اور معاملہ کہاں تک جا پہنچا
اس لئے شیخ کی بارگاہ میں بڑے دھیان سے بیٹھیں یہ نبی تو نہیں ہیں اور نہ نبی ہو سکتے ہیں لیکن ادب حضورﷺ کی بارگاہ والا ہے،شیخ کی بارگاہ کو اپنے گھر کا Drawing room نہ سمجھیں،اپنے گھر کا T.V Launch نہ سمجھیں،اس کو اپنے گھر کا گیراج نہ سمجھیں،ان کی بارگاہ میں ایسے بات نہ کریں جس طرح آپ آپس میں اپنے دوستوں میں یا سڑکوں پر کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں۔
جب اپنے شیخ کے در پر جائیں،علماء یا اللہ والوں کی بیٹھک میں بیٹھیں تو وہاں اپنی زبان پر تالا لگالیں تا کہ کوئی عمل ایسا نہ ہو؟
اب جو پست رکھتا ہے اپنی آوازوں کو تو اُن کے لئے کتنا بڑا انعام ہے؟ فرمایا ہم نے اُن کے دلوں کو پسند کر لیا ہے،چہروں کو نہیں،جسموں کو بھی نہیں،کپڑوں کو بھی نہیں،ذاتوں کو بھی نہیں...............

ہم نے اُن کے دلوں کو پسند کر لیا ہے

زبان تھوڑی سی نیچے کی ساتھ ہی اللہ کو دل پسند آ گیا

اصل ادب کا مرکز زبان نہیں ہے بلکہ اصل ادب کا مرکز دل ہے

دل کے اندر ادب ہوتا ہے فرمایا وہ دل مجھے پسند آ گیا جس کے اندر ادب آ گیا۔ آہستہ آواز میں بات کرو، ٹھنڈے انداز میں بات کرو، اُونچا نہیں بولنا، میرے نبی کے سامنے اس طرح کا کوئی عمل نہ کرنا لہٰذا جس نے ایسا کیا اللہ کو اُس کا دل پسند آ گیا۔

قرآن میں دل کے بارے میں آیا ہے:

قیامت کے دن کوئی چیز تمہیں نفع نہیں دے گی، تمہیں تمہارا مال اور بیٹے نفع نہیں دیں گے ہاں جسے اللہ نے ایک سلامت دل دے دیا وہ مجھے پسند ہے فرمایا جس کا دل سلامت رہا اللہ پھر اُسے تقویٰ کی نعمت دے گا، اس کائنات میں سب سے بڑا اللہ کا انعام تقویٰ ہے۔

فرمایا تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جس کا تقویٰ سب سے زیادہ ہے

مولا!!! تقویٰ کی دولت تو کس کے عوض دے رہا کیا اُس نے ہزار نمازیں پڑھیں؟

کیا اُس نے ہزار بار عمامہ پہنا ہے، کیا اُس کی چھ فُٹ داڑھی ہے، کیا اُس نے سوحج کر لیے ہیں؟ کیا کِیا ہے مولا!!! مجھے بتا اتنا بڑا اجر، اتنا بڑا اکرم کیا جار ہا ہے عوض کس کے کیا جار ہا ہے؟ کیا اس نے مسجد کو کروڑ روپیہ دیا ہے، کیا اس نے سو بچیوں کی شادی کروائی ہے؟ فرمایا اس نے کچھ نہیں کیا اس نے صرف اتنا کیا ہے کہ اس نے میرے نبی کے آگے اپنی آواز کو پست کر لیا ہے۔

پھر فرمایا:

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ایسے بندے کے اگر گناہ بھی ہوں گے تو ہم وہ بھی معاف کر دیں گے وہ ادب والا محبت والا اگر گناہ بھی کرے گا تو ہم اُسے بخش دیں گے اور صرف مغفرت ہی نہیں بلکہ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ہم اُسے بڑا اجر بھی دیں گے۔

دھیان تو کریں!!!

اللہ ہمیں کدھر لے کر جار ہا ہے؟ یہ وہی رب ہے جو کہتا ہے میری پانچ نمازیں اگر نہ پڑھیں، اگر زکوٰۃ ادا نہ کی، اگر حج استطاعت رکھنے کے باوجود نہ کیا، وہی رب ہے جو کہتا ہے ماں باپ سے تُو نے پیار نہ کیا تو دیکھنا میں کیا کرتا؟

بندہ کہے گا مولا!!! اتنے اصول دیئے تھے وہ کدھر گئے فرمایا وہ بھی ہیں، وہ سارا کچھ اپنی جگہ ہے اُس کو نہیں چھوڑنا، کیا کروں محمد سے محبت ہی بڑی ہے لیکن یہ بارگاہ اور ہے تم دھیان تو دو میں بات کس کی کر رہا ہوں فرمایا میں اپنے محبوب کی بات کر رہا ہوں، میں قرآن میں اپنے

محبوب کا ذکر کر رہا ہوں لہٰذا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اپنی جگہ نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا

باوجود اس کے کہ میں مسلمان ہو نہیں سکتا

جب تک کٹ نہ مروں خواجہ بطحا کی عزت پر

کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

یہ سب اپنی جگہ اچھا، کامل ایمان اُس وقت تک نہیں ہو گا جب تک تڑپنا، پھڑکنا محمد کے لئے نہیں ہو جاتا۔

اللہ یہاں تین اجر دے رہا ہے:

۱۔تقویٰ

۲۔مغفرت

۳۔اجرِ عظیم

بزرگ فرماتے ہیں کہ جب بندہ تقویٰ لینے کے لئے عبادت کرتا ہے تو اُس کے لئے ۲۴ سال لگتے ہیں تب جا کر اللہ کی بارگاہ سے ایک ذرہ تقویٰ کا نصیب ہوتا ہے پھر بھی کوئی پکا پتہ نہیں کہ ۲۴ سال بعد اللہ کی بارگاہ سے تقویٰ نصیب ہو جائے لیکن ادبِ مصطفیٰ ﷺ میں پورا تقویٰ ہی مل رہا ہے تو مولا اگر کوئی گناہ ہو جائے تو؟؟؟؟ فرمایا **لَھُــمْ مَّـغْـفِـرَۃ** میری مغفرت حاضر ہے پریشان نہ ہو اے ادب والے! تیرے لئے میری مغفرت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور کہا وَّ **اَجْرٌ عَظِیْمٌ** میں جسے اجرِ عظیم دوں گا وہ کتنا عظیم ہوگا؟

آپ اگر اپنے آپ کو دیکھنا چاہیں کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں کس درجے پر ہیں تو آپ اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ آپ حضور ﷺ کے ادب کے کس درجے پر ہیں؟

کس درجہ پر تمہارا حضور کے ساتھ معاملہ ہے، کیسا ہے، بڑا ہے، چھوٹا ہیں خود پرکھ لیں جیسا حضور ﷺ سے معاملہ ہوگا ویسا اللہ سے معاملہ ہوگا۔

حضور ﷺ کی بارگاہ میں جب حاضر ہوں تو کیا آداب ہونے چاہئے:

۱۔ پہلی بات کہ مسجد نبوی کا ہر کونہ حضور کا ہی ہے تو یہ تصور ذہن سے نکال دیں کہ جب تک حضور ﷺ کے گنبد کے سامنے نہیں بیٹھوں گا تو حضور ﷺ کو نظر نہیں آؤں گا، حضور ﷺ کی مسجد میں جو چلا جاتا ہے وہ جہاں کہیں بھی بیٹھے حضور ﷺ اُسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور کی بارگاہ میں جائیں تو کثرت سے درود پاک پڑھیں کیونکہ درود پاک سے بڑھ کر کوئی بھی چیز حضور ﷺ کی بارگاہ کی برکتیں نہیں دے سکتی۔

۳۔ تیسرا یہ کہ کثرت سے گنبدِ خضریٰ کی زیارت کریں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''میری قبر کی زیارت کرنا میری زیارت کرنے کے برابر ہے''

گنبد کو کثرت سے دیکھنے سے زیارت والا مزا ملتا ہے۔

۴۔ چوتھا ادب مردوں کے لئے یہ ہے کہ جب مواجہ رسول کے قریب جائیں تو زیادہ دیر نہ رکھیں وہاں زیادہ دیر رکنا ادب کے منافی ہے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک سانس لینے کا اگر موقع مل جائے تو ایک لمحہ ہی کافی ہے۔

حاضری دیں، درود و سلام پڑھیں، سنہری جالیوں کا نظارہ کریں، آگے سیدنا صدیقِ اکبرؓ ہیں اُن کو سلام کریں، پھر حضرت عمرؓ ہیں اُن کو سلام کریں۔

حضور ﷺ کے درِ انور پر جائیں تو مواجہ کی حاضری ایک یا دو بار بھی کافی ہے کیونکہ سامنے جانے کی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے ہر وقت نہ گزریں وہاں سے:

بخشش کرم عطا ہے سرکار کی گلی میں   بن مانگے مل رہا ہے سرکار کی گلی میں

سایہ کیے ہوئے ہیں جودوسخا کے بادل

ارے منگتا کھڑا ہوا ہے سرکار کی گلی میں

وہ گلی بڑی خوبصورت ہے جہاں سے گزر کر آپ حضورﷺ کے مواجہ شریف کی طرف جاتے ہیں اُس کی ایک کیفیت ہوتی ہے ایویں ہی نہ اُٹھ کر چلے جائیں کہ میں ذرا حاضری دے آؤں یہ کوئی داتا صاحب کی حاضری نہیں ہے کہ میں ذرا سلام کر آؤں ایسے ہی نہیں وہاں سلام ہوتی جب دل کی ایک خاص کیفیت ہو تو پھر سلام کرنے جائیں ورنہ دور سے گنبد کا نظارا کر لیں وہاں جانے کی اپنے اندر یہ محسوس کر لیں کہ کیا میرے اندر ایک خاص تڑپ، آنسوؤں کی بوچھاڑ ، وہ سمندر ہے جو درد کا، عشق اور محبت کی جو بوچھاڑ ہے کیا وہ میرے اندر موجود ہے؟ اگر موجود ہے تو ضرور جائیں اور اگر نہیں ہے تو ایویں ہی نہ منہ اٹھا کر جائیں۔ یہ بارگاہ ایسی نہیں ہے اور جو حضورﷺ کے بلائے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے معاملات کچھ اور ہوتے ہیں لہٰذا حضورﷺ کی بارگاہ کے آداب کچھ اور طرح کے ہیں۔ آپ حضورﷺ کو جہاں کہیں بھی پکاریں گے حضورﷺ آپ کی طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے۔

حضورﷺ نے جب حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن جانے کا حکم دیا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو آ گئے کہا اے معاذ!!! روتے کیوں ہو اتنا بڑا رتبہ ملا ہے یمن کے قاضی مقرر ہوئے ہو۔

جواب دیا حضورﷺ اس لئے رو رہا ہوں کہ آپ سے دور جا رہا ہوں، آپ سے دور جانے کا دل حوصلہ نہیں پا رہا اس لئے آنسو آ رہے ہیں کہا معاذ تم مجھ سے دور نہیں جا رہے ہو:

تم جہاں کہیں بھی مجھے پکارو گے، زمین کے کسی بھی کونہ سے آواز دو گے میں تمہاری پکار سُنوں گا۔

حضورﷺ دور نہیں ہیں اگر کوئی محبت والا سچے دل سے پکارے تو وہ اُس کی پکار ضرور سُنتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم

وہ نبی ﷺ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں

اللہ ہمیں حضورﷺ کا ادب عطا فرمائے (آمین)

آیت نمبر۴تا۵

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَا دُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُ ھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ

بیشک جولوگ آپ کوحجروں سے باہر پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔

وَ لَوۡ اَنَّھُمۡ صَبَرُوۡ ا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡھِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّھُمۡ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

اگر وہ صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ خودان کے پاس باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ غفور اور رحیم ہے۔

شانِ نزول آیت نمبر۴:

ایک مرتبہ حضورﷺ کے پاس قبیلہ بنی تمیم کا ایک وفد ملنے آیا جو ستر ،اسی لوگوں پر مشتمل تھا حضورﷺ اُس وقت قیلولہ فرما رہے تھے اور اپنی اہلیہ کے پاس موجود تھے حضورﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام ضرور فرماتے تھے تو یہ وفد جب آیا بجائے اس کے کہ یہ وفد حضورﷺ کے باہر آنے کا انتظار کرتا انہوں نے حضورﷺ کو آوازیں دینا شروع کر دیں اور آواز کیا دی:

یا محمد اُخرُج اِلینا

اے محمد! ہمارے لئے باہر آیئے اب اللہ کواُن کی یہ حرکت اس قدر ناپسند آئی کہ اُسی وقت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر آئے اور فرمایا یہ جو باہر آپ کو اس طرح پکار رہے ہیں اور باقاعدہ آپ کا نام نامی اسمِ گرامی لے کر آپ کواس طرح سے پکار رہے ہیں ہمیں یہ قطعاً گوارا نہیں ہے اللہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی آپ کواس طرح بےادبی سے بلائے۔

غور کریں!!! اگر باہر کوئی شخص آیا ہے تو ظاہری بات ہے وہ نام لے کر ہی پکارے گا لیکن حضورﷺ کی بارگاہ کا ادب اتنا بڑا ہے کہ اللہ نے حضورﷺ کا نام لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

قابلِ غور بات!!!

آپ پورے قرآن کو اٹھائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ نے حضورﷺ کو جب بھی بلایا ہے کسی نہ کسی لقب سے بلایا ہے کبھی یٰسٓ کہا، کبھی طٰہٰ کہا، کبھی رسولُ اللہ کہا، کبھی خاتمُ النبین کہا، کبھی رحمتُ للعالمین کہا، کہیں مزمل کہا، کہیں مدثر کہا اللہ نے حضورﷺ کو لقب دیئے کہیں بھی اکیلا نام حضورﷺ کا قرآن میں موجود نہیں ہے ایک جگہ حضور کا نام لیا وَمَا مُحَمَدُ لیکن آگے حضورﷺ کا مرتبہ بیان فرما دیا:

الا الرسول

آپ کے ادب کی خاص کیفیت یہ ہے کہ آپ کو نام لے کر بلانا بھی بےادبی سمجھا گیا ہے اب ہم حضورﷺ کے لئے کوئی بھی لفظ کہتے ہیں تو یا آقا، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ کہتے ہیں اس طرح کہنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ قرآن کا حکم ہے اور یہی وہ آیت ہے جس کو حجرات کے لفظ سے زینت بخشی گئی ہے اور اس لفظ کو سورۃ کا موضوع بنایا گیا ہے اور حجرات کا لفظ اس آیت میں موجود ہے کہ!!!

جولوگ آپ کو پکار رہے ہیں حجروں کے باہر سے

اب اللہ نے یہاں کسی عذاب کی بات نہیں کہ میں تمہیں دوزخ میں ڈال دوں گا کہا یہ ہیں ہی سارے بے عقل یہ بھی اللہ کی حضورﷺ سے محبت کا ایک انداز ہے اے نبی تو نہ پریشان ہو یہ سارے بے عقل ہیں۔

اَکْثَرُ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْن

ان میں سے کسی کو عقل موت نہیں کہ یہ کس کے در پر آئے ہیں

ادب کیوں نہیں تھا؟؟؟؟

عرب ایک ایسا خطہ تھا جو ادب کے نام سے ہی آشنا نہیں تھا ادب کی الف کا بھی پتہ نہیں تھا یہ تو حضورﷺ نے آ کر ان کو انسان بنایا حضورﷺ نے انہیں انسانیت سکھائی یہ تو وہ لوگ تھے جو پانی پلانے پر اسی اسی سال لڑتے رہتے تھے اور اگر ایک کا گھوڑا دوسرے سے آگے نکلا ہے تو یہ اس بات پر قتل کر دیتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے میرے گھوڑے سے آگے گھوڑا کیوں لے کر گئے، یہ تو وہ لوگ تھے جن کی سو سو سال تک جنگیں چلتی تھیں کہ میں نے اپنے خادم کو پانی لینے بھیجا تھا لیکن تم نے راستے میں اُس سے پانی کیوں لیا ہے یہ ایسے عجیب لوگ تھے یہ تو حضورﷺ تھے جنھوں نے انہیں ایک مہذب قوم بنایا۔

کسی کو ابو ہریرہ بنا دیا تو کسی کو صدیقِ اکبر بنا دیا، کسی کو فاروقِ اعظم بنا دیا، کسی کو بلالِ حبشی بنا دیا تو یہ بڑا آسان تھا کہ اللہ آپ کو بادشاہوں میں بھیجتا اور بادشاہ آ آ کر آپ کا اسلام قبول کرتے، پوری دنیا کے بادشاہ آپﷺ کے پاس آ کر بیٹھتے لیکن یہ کوئی بہادری نہیں اصل حکمت یہ تھی کہ آپ غلاموں کو بادشاہ بنائیں، حضورﷺ نے ایسا ہی کیا اور غلاموں کو بادشاہ بنایا، آپ نے بے ادبوں کو ادب سکھایا، منحوسوں کو خوش نصیب اور خوش بخت بنایا تو چونکہ عربوں میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس لئے اللہ نے فرمایا:

اَکْثَرُ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْن

ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے

''عقل اصل میں ادب کا نام ہے''

عقل مند وہ ہے جو ادب والا ہے اور جس کے اندر ادب نہیں وہ کہاں کی عقل رکھتا ہے؟

اللہ نے عقل اور ادب کو جوڑا ہے اللہ نے ان دونوں کو ایک لیول پر رکھا ہے کہ یہ دونوں چیزیں جن کے اندر ہوں گی وہ بڑا اعلیٰ ہوگا۔

حضورﷺ کو اُن کے نام سے پکارا جائے اللہ کو یہ قطعاً روا نہیں ہے آپ باقی نبیوں کا ذکر قرآن میں دیکھیں کہ کس طرح ہوا ہے وہ انداز اور ہے: یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا آدم، یا نوح، یا ہارون، یا سلیمان با قاعدہ نام لیے آگے کچھ بھی نہیں کہا لیکن اللہ نے حضورﷺ کے لئے با قاعدہ محبت، پیار، عزتیں، درجے، مقام، شرف بیان کیے تو یہاں بھی اللہ نے منع کیا کہ اگر کوئی بھی محمد کی بے ادبی کرے گا وہ ہمارے لئے نا قابلِ قبول ہے، وہ بے عقل ہے، بیوقوف ہے اُس کی عقل سلامت نہیں کہ وہ کس دروازے پر کھڑا ہے۔

وَ لَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْ ا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِم

اب اللہ نے ایک اور ادب کا زاویہ بیان فرمایا کہ اگر وہ صبر کر لیتے اور آپ خود ہی باہر آ جاتے، دروازہ کھٹکھٹانا بھی پسند نہیں ہے۔

ذرا غور کریں!!!

اب باہر بندہ آیا ہے اور اُس نے Knock تو کرنا ہے نا، اُس نے کھٹکھٹانا ہے تو بتانا ہے کہ حضور میں آیا ہوں۔

اللہ نے بہت خوبصورت بات فرمائی:

''کیا تمہیں نہیں پتہ کہ میرا نبی پہلے ہی جانتا ہے کہ باہر کون آیا ہے''

تم اُسے بے علم سمجھتے ہو، تم کھٹکھٹا کر یہ سمجھ رہے ہو کہ اُسے بتانا پڑے گا اب ذرا مزید گہرائی میں جائیں اللہ فرما رہا کہ کیا تم میرے نبی کے علم کی حدوں کو معمولی سمجھتے ہو؟ تمہیں یہ لگتا ہے کہ تم حضور کو بتاؤ گے تو اُنہیں پتہ چلے گا نہیں میرے نبی کو پتہ ہے کہ باہر کون آیا ہے۔

وَ لَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْ ا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِم وہ خود ہی آ جاتا تمہارے پاس اگر تم صبر کرتے، اسے پتہ ہے کہ باہر کون کھڑا ہے۔

مثال حیاتِ نبوی ﷺ سے:

ایک صحابی کی والدہ بیمار ہو گئیں اور والدہ نے کہا کہ بیٹے!! تم روز حضور ﷺ کے پاس جاتے ہو میرے لئے حضور ﷺ سے دعا کروانا کہ میں شفا یاب ہو جاؤں آپ جاتے لیکن حضور ﷺ کے رعب کے آگے بات کرنے کی جراءت نہ ہوتی اور اُسی طرح اٹھ کر آ جاتے اور کہتے اماں جان آج بات نہیں کر سکا، اگلے دن پھر کہتی ہیں جاؤ جا کر دعا کروا کر آؤ اور وہ جا کر پھر ویسے ہی اُٹھ کر آ جاتے ہیں اور دعا نہیں کرواتے ہیں، تیسرے دن پھر کہا بیٹا نہیں آج جا کر لازمی دعا کروا کر آؤ کہا میری طبیعت کافی ناساز ہو چکی ہے تو وہ صحابی جاتے ہیں عشاء کی نماز حضور ﷺ کے پیچھے پڑھی، حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد کسی سے کلام نہیں کرتے تھے اور فوراً اپنے حجروں کی طرف تشریف لے جاتے اور جس اہلیہ کی باری ہوتی اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو حضور ﷺ اُٹھے اور چل دیئے یہ تیزی سے حضور ﷺ کے پیچھے گئے اس سے پہلے کہ وہ صحابی کچھ کہتے حضور ﷺ نے قدموں کی آواز سُنی اپنا رُخِ انور پھیرا اور کہا:

اے میرے صحابی!!!! اللہ تیری ماں کو شفا دے خیر ہے؟

فرمایا ٹھیک ہو؟ مجھ سے کوئی کام ہے تو وہ صحابی فرمانے لگے حضور جو کام تھا وہ پورا ہو گیا ہے کہا میں نے بس دعا ہی کروانی تھی فرمایا اچھا اللہ خیر کرے۔

تو اللہ یہاں اُس وفد کو فرما رہا ہے کہ:

حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِم تم صبر تو کرو اُسے پتہ ہے کہ باہر کون کھڑا ہے؟ اللہ کتنی خوبصورت بات فرما رہا ہے کہ اگر وہ صبر کرتے تو میرا نبی خود باہر چلا جاتا اور **لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ** یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا، یہ زیادہ بہتر تھا کہ وہ خاموشی سے کھڑے رہتے اور خاموشی سے انتظار کرتے، تم نے دروازہ کھٹکھٹا دیا ہے، تم نے آواز دے دی ہے اگر حضور ﷺ خود باہر تشریف لے آتے تو حضور ﷺ کی طبیعت بہترین انداز میں تمہارے سامنے ہوتی لیکن **وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** اللہ پھر بھی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، کوئی بات نہیں اگر ایسا ہو گیا ہے اب آئندہ کے لئے احتیاط کرنا، اب آئندہ ان چیزوں کا خیال رکھنا۔

اب اس آیت کو حضور ﷺ نے بھی تو بیان کیا ہو گا تو صحابہ کرام نے جب یہ آیت کریمہ سنی اُن کے حضور ﷺ کے پاس آنے کے انداز بدل گئے، حضور ﷺ کے انتظار میں صحابہ کرام بیٹھے رہتے یہاں تک کہ بعض اوقات عشاء کی نماز کا وقت ہوتا، حضور ﷺ کبھی کبھی عشاء کی نماز لیٹ بھی پڑھتے تھے، عشاء کی نماز کے لئے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ حضور ﷺ آدھی رات کو اپنے حجرے سے باہر تشریف لاتے۔ لیکن صحابہ کرام نے کبھی دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ آپ ﷺ کے حجرے کے باہر بیٹھے رہتے اور آپ ﷺ کے باہر نکلنے کا انتظار کرتے کیونکہ وہ اس آیت کو پڑھ چکے تھے کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ حضور کو آواز نہیں دینی اُن کے حجرے کا دروازہ نہیں کھٹکھٹانا

حَتّٰـــــــــــــــــــــــی تَـــــــــــــــــــــــخْـــــــــــــــــــــــرُجَ اِلَیۡھِـــــــــــــــــــــــم

انتظار کرو یہاں تک کہ وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں

اسی طرح حضور ﷺ نمازِ تراویح میں بھی مرضی سے تشریف لاتے رہے اور صحابہ کرام کی یہ جراءت نہ ہوتی کہ وہ حضور ﷺ کو جا کر بلاتے حالانکہ حضور ﷺ نے پہلے دن پڑھی، دوسرے دن بھی پڑھی اور تیسرے دن حضور ﷺ تشریف نہ لائے، صحابہ کرام نے آپ کو پیغام نہ بھیجا، چوتھے دن حضور ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام نے نماز پڑھی، پانچویں دن حضور ﷺ تشریف نہ لائے، چھٹے دن بھی حضور ﷺ تشریف نہ لائے پھر دو دن بعد تشریف لائے۔

ایک دن صحابہ کرام نے بڑی احتیاط سے پوچھا کہ حضور!!! اگر آپ روز پڑھا دیا کریں تو بڑی ہی پیاری نماز ہے ہمیں بڑا اچھا لگتا ہے جب آپ آگے قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ہم پیچھے کھڑے ہو کر قرآن سن رہے ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ!!!

اگر میں اسے روز پڑھا دوں تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ اسے میری امت پر فرض نہ کر دے اس لئے میں روز نہیں پڑھاتا۔

تو صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے جا کر دروازہ کھٹکھٹا کر نہیں پوچھا، حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیۡھِم حضور ﷺ جب تشریف لائے تو اُن سے پوچھا ہے۔

آج کے دور میں علماء کرام کا بھی ادب اسی طرح ہوگا جو اللہ نے بارگاہ نبوت کے لئے ادب بیان کیا ہے اور علماء کرام نے اس آیت سے استفادہ کیا ہے۔

حضرت ابو عبیدؒ جو بڑے بلند پایہ عالم ہیں آپ فرماتے ہیں:

میں نے کبھی بھی کسی استاد کے دروازے پر دستک نہیں دی

بلکہ میں اُن کا منتظر رہتا جب وہ خود تشریف لے آتے تو میں اُن سے سبق لے لیتا۔

حضرت ابنِ عباسؓ :

آپ صحابی رسول ہیں آپ قرآن کی تعلیم کے لئے حضرت اُبیؓ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تو اُن کے دروازے کے باہر کھڑے ہو جاتے اور خاموشی سے اُن کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے۔

حضرت اُبی کو یہ بات بڑی گراں گزری یہاں تک کہ آپ نے خود فرمایا: آپ دروازہ کھٹکھٹا لیا کریں تاکہ میں باہر فوراً آ جاؤں اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ دوں، میری اجازت ہے آپ کو آپ کھٹکھٹا لیا کریں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ایک عالم اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے

فرمایا اللہ نے اپنے نبی کے لئے یہی آیت اتاری ہے لہٰذا میں اسی آیت پر عمل کرتا ہوں

یہ ادب خود ہمیں خدا نے سکھائے ہیں کیونکہ اُس علاقے میں حضور ﷺ کے ادب سکھانے والا کوئی نہیں تھا اس لئے کہ حضور ﷺ سے بڑی ہستی کوئی نہیں تھی تو ادب کون سکھاتا سارے حضور ﷺ سے نیچے تھے تو لازم یہ ہوا کہ اللہ کو ہی آپ کے ادب کی باتیں اتارنی پڑیں کہ اس طرح تم نے میرے نبی سے تعلق بنانا ہے یہ اللہ نے خود بتایا کہ میرے نبی کا ادب اس طرح کرو اور اس طرح تم نے میرے نبی سے استفادہ اٹھانا ہے۔

حضرت علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بھر اپنے اساتذہ کرام کے در کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ ہمیشہ اُن کے آنے کا انتظار کیا۔

علماء کے آداب حضورﷺ کے آداب کی طرح ہیں اور آج بھی علماء کا ادب اسی طرح ہوگا۔

حضورﷺ کے درِانور پر اگر آج بھی کوئی جائے تو وہاں جا کر آواز نہ دے کیونکہ وہ ساری مسجدِ نبوی حضورﷺ کا در ہے تم کسی بھی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ حضورﷺ کی نظروں میں ہو، حضورﷺ تمہارے معاملات سے آگاہ ہیں وہ ہزاروں میل دور کے معاملات سے آگاہ ہوتے ہیں تم تو پھر اُن کے در پر آگئے ہو تمہیں ابھی بھی شک ہے؟

لوگ آج بھی بے ادبی کرتے ہیں اور جو حضورﷺ کے درِانور پر Security پر مامور ہوتے ہیں جب وہ لائنیں لگواتے ہیں تو اُن سے اُلجھ بھی پڑتے ہیں کہ ہمیں منہ حضورﷺ کے درِانور کی طرف کرنے دو ہمیں صلوٰۃ وسلام پڑھنے دو، ہمیں اُونچا بول کر بتانے دو کہ ہم اُن کے عاشق ہیں (استغفر اللہ) لوگوں کو وہاں جا کر بھی شک ہوتا ہے وہاں تو دل کی دھڑکنوں کی آواز بھی سنی جاتی ہے اور وہاں اُن کے غلاموں سے الجھتے ہیں لیکن پاکستان میں کہتے ہیں کہ میں حضورﷺ کے غلاموں کا بھی غلام ہوں تو بنو پھر غلام اُن کا وہ حضورﷺ کے غلام ہی ہیں جو وہاں ڈیوٹی پر مامور ہیں لوگ اُن کو باتیں کر جاتے ہیں کہ نہیں جی مُنہ اِدھر اُدھر کروا دیتے ہیں روکتے ہیں، تو اُن کے بارے میں ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔

یہ باتیں اللہ اُن کے لئے کہہ رہا ہے جن کے اندر ادب کی، محبت کی ابھی لہر اُٹھی ہی نہیں اور وہ دلیلیں دے کر اپنے آپ کو اور دوسروں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ فرما رہا ہے کہ تم میرے نبی کے در پر آگئے ہو تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے وہ برکتیں لے کر خود ہی تمہارے لئے باہر آجائے گا۔

حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْہِم

آج کے دور میں مغربی کلچر نے اساتذہ کرام کا احترام ہی ختم کر دیا ہے پرانے دور میں استاد گلی سے گزرتا تھا تو لوگ دروازوں سے لگ جایا کرتے تھے ، دیواروں کے ساتھ جڑ جایا کرتے تھے اور سکولوں، کالجوں میں اگر استاد پاس سے گزرتے تو سٹوڈنٹ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے، السلامُ علیکم سر!! بڑے پیار سے سلام کرتے لیکن افسوس آج مغربی کلچر نے سب کچھ اُڑا کر رکھ دیا ہے اساتذہ کرام کا وہ رتبہ اور مقام دل میں رہا ہی نہیں۔

یہ آیت ہر اُس استاد کے لئے ہے جو تمہیں دین اور دنیا کا علم دے رہا ہے، اُس کا ادب یہی ہوگا اور اُس استاد کو تم نے ایسے ہی Treat کرنا ہے۔

مثال قبلہ عالم پروفیسر محمد عظیم فاروقی (دامت برکاتہم) کی زندگی سے:

آپ فرماتے ہیں کہ میری جب لیکچرر شپ کی جاب ہونی تھی تو مجھے لاہور سے کال آئی اور کہا کہ آپ نے صبح 9 بجے آ کر انٹرویو دینا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں صبح سات بجے حضرت ابوالبیان پیر سعید احمد مجددیؒ کے پاس پہنچ گیا میں نے عرض کی کہ حضور!!! میرا نو بجے انٹرویو ہے بڑی دیر بعد کال آئی ہے آپ فرماتے ہیں اُس سے سال پہلے میں مختلف جگہوں پر اپلائی کرتا رہتا تھا پر کوئی call یا جواب نہیں آتا تھا تو اس بار Call آئی ہے میں نے سوچا جانے سے پہلے دعا لے لوں تو حضرت مصروف تھے اُس وقت کچھ لوگ آئے تھے فرمایا اچھا بیٹھو میں تمہیں بھیجتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں میں بیٹھ گیا حضرت صاحب اُن کے ساتھ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے اور حضرت صاحب بھی اُٹھ کر اپنے حجرے میں چلے گئے فرماتے میں باہر بیٹھا تھا اب جراءت نہیں کہ دروازہ کھٹکھٹاؤں کیونکہ قرآن پڑھا تھا کہ علماء کا ادب ہے یہ معاملہ اور ہے آپ فرماتے ہیں میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ نو کے بھی دس بجے اور دس کے بھی گیارہ ہو گئے حضرت صاحب نے نہ آنا تھا اور نہ آئے باہر سوچا اب تو وقت گزر گیا اب کونسا انٹرویو ہونا ہے، چلو بیٹھے رہو، حضرت صاحب کی زیارت کر کے اب تو گھر جاؤں گا اور گھر جا کر روٹی کھاتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں تقریباً پونے بارہ حضرت صاحب باہر تشریف لائے، مجھے دیکھا اور فرمایا محمد عظیم آپ ابھی تک یہیں بیٹھے ہیں؟ فرمایا حضرت آپ کا حکم تھا کہ بیٹھو تو میں آپ کے حکم پر ہی بیٹھا ہوں فرمایا تو آپ انٹرویو کے لئے نہیں گئے جواب دیا حضرت نو بجے کا ٹائم تھا اب تو وقت گزر گیا ہے پونے بارہ ہو گئے ہیں تو فرمایا اچھا ایسا کرو اب نکلو اور شاباش لاہور جاؤ۔ آپ نے فرمایا حضرت انٹرویو تو بڑی حد ایک ڈیڑھ گھنٹے کا تھا اب تو ختم ہو چکا ہوگا اب جا کر کیا کرنا ہے؟

حضرت ابوالبیانؒ فرماتے ہیں نہیں ابھی بس پکڑو اور لاہور جاؤ، جاتے ہوئے داتا صاحب کو میرا اسلام کہنا فرمایا جی حضور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ آپ فرماتے ہیں سامنے اڈا تھا میں بس میں بیٹھا اور لاہور نکل گیا جب وہاں پہنچا تو وہاں اُلو بول رہے ہیں نہ بندہ نہ بندہ کی ذات، میں اندر گیا ایک دو کلرک بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھ کر کہا کہ حضرت آپ اب آ رہے ہیں ٹائم دیکھیں کیا ہو گیا ہے؟

ڈیڑھ بج گیا ہے اب تو انٹرویو ختم ہو چکے ہیں لوگ چلے گئے ہیں فرمایا جانتا ہوں میں نے سوچا کہ میں پھر بھی ایک بار ہوں آؤں آپ فرماتے ہیں کہ میں مُڑ کر گیٹ سے باہر آنے لگا کہ مجھے اُنہوں نے آواز دے دی کہتے ہیں Document ادھر رکھیں اُنہوں نے میرے Document دیکھے میری Positions اچھی تھی، نمبر اچھے تھے کہا بندہ تو ٹھیک لگ رہا ہے اور کہنے لگے وہ لوگ جنہوں نے انٹرویو لیے تھے ابھی اندر ہی ہیں اور چائے پی رہے ہیں کہا ہم اُنہیں کہتے ہیں اگر تو وہ لینے پر راضی ہو گئے تو تمہاری قسمت ورنہ انٹرویو کا کام ختم ہو گیا ہے، وہ کلرک اندر گیا اُس نے بات کی اور باہر آ کر کہا کہ وہ بڑے خوش ہوئے ہیں آپ کے ڈاکومنٹ کو دیکھ کر اور کہا ہے کہ بندہ تو ٹھیک ہے جاؤ اسے اندر بھیجو۔

آپ فرماتے ہیں میں اندر گیا اور انہوں نے مجھے ایک Topic دیا کہا اس پر لیکچر دیں اسلامیات کے حوالے سے Post تھی اور آپ فرماتے ہیں مجھے جمعہ پڑھاتے کئی سال ہو گئے تھے لہٰذا میرے لئے کوئی مشکل نہیں تھا میں نے Elaborate کیا کھڑا ہو کر اُس Topic کو Explain کیا تو اُن لوگوں کے آپ کے بارے میں Comment قابل رشک تھے:

محمد عظیم آج اگر آپ اس وقت یہاں نہ آتے تو آپ Reject ہو جاتے اور پورا محکمہ تعلیم آپ سے محروم ہو جاتا، ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ آئے تو سہی چاہے دیر سے آئے کہا آؤ بیٹھو اور میرا گھر کا Address نوٹ کیا اور فرماتے ہیں دو دن بعد میرا لیکچر رشپ کا Letter مجھے گھر پر موصول ہوا۔

وَ لَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْ ا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِم لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ

لوگ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں آج بھی لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے اور حضرت صاحب پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو پیغام دو کہ فلاں آیا ہے دومنٹ بھی انتظار نہیں کرتے کہتے ہیں جلدی بلاؤ حضرت صاحب کو میں لیٹ ہو رہا ہوں کیا، اچھا بس تمہارے پاس وقت نہیں وہ تو جیسے دنیا جہاں کے فارغ ہیں؟

اور اگر حضرت صاحب نہیں آ رہے تو اُٹھ کر نکل جاتے ہیں کہ نہیں ملنا ایسے لوگ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں اور اگر ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو چاہے دو دو گھنٹے بیٹھیں گے اور انتظار کریں گے اور اگر کسی اللہ والے کے پاس جائیں گے تو ایسا لگے گا جیسے کوئی Prime Minister آ کر بیٹھ گیا ہے اور کہیں گے حضرت صاحب میرا وقت ضائع ہو رہا ہے آپ مجھے ٹائم نہیں دیتے ایسے لوگوں کو کیا پتہ کہ ادب کیا ہے؟ محبت کس شے کا نام ہے یہ بہت بڑا نازک Chapter ہے جو اللہ نے یہاں کھولا ہے کہ تمہاری جراءت نہیں کہ تم خود بلاؤ ہاں اگر وہ خود آئے گا تو یقیناً تمہارے لئے برکتیں لے کر آئے گا لیکن اس بات کا دھیان نہیں رکھتے اور بولتے رہتے ہیں حضرت کے در پر آ کر اُونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں۔

مثال حضرت پروفیسر محمد وسیم فاروقی (دامت برکاتہم) کی زندگی سے:

حضرت صاحب پروفیسر محمد عظیم فاروقی دامت برکاتہم جب تصوف کا درس دیتے تو اُس کا وقت رات گیارہ بجے کے بعد ہوتا تھا ہر ہفتے کی رات کو ہوتا تھا اور یہ وقت صرف Announced تھا اصل میں درس رات ساڑھے بارہ بجے کے بعد شروع ہوتا تھا۔

اُس میں حضرت صاحب بڑے خاص نکات بیان فرماتے تھے۔

تصوف کیا ہے؟

تصوف قرآن اور حدیث کا نچوڑ ہے قرآن وحدیث کی Output تصوف ہے بلکہ اصل علم ہی تصوف ہے۔

ایک رات ایسا ہوا آپ نے فون کیا کہ آج رات میں لیٹ ہوجاؤں کسی جگہ پر آیا ہوا ہوں تو ایسا کریں آپ ختمات پڑھا دیجئے گا میں آجاؤں گا اُس رات میں اور عمر نواز صرف موجود تھے اور اُس رات شدید بارش ہوئی، عشاء کے بعد ہی بارش شروع ہوگئی، ہم مقررہ وقت پر پہنچ گئے ہم نے ہاتھوں میں کا پیاں پکڑی ہیں اور بڑی مشکل سے ہم درس لینے پہنچے کیونکہ حضرت صاحب کا حکم تھا اس لئے ہم پہنچ گئے تو آگے جب دیکھا تو تالا لگا ہوا تھا حضرت صاحب فیملی کے ساتھ گئے ہوئے تھے، واپس جانا مشکل تھا گلی میں موجود ایک چھوٹی سی جگہ پر سائے میں بیٹھ گئے لیکن کپڑے ہمارے گیلے ہوگئے خیر ہم وہیں پر بیٹھے رہے اور وہاں بیٹھ کر ہم نے ختماتِ خواجگان پڑھ لیے وقت گزرتا رہا اور انتظار کرتے کرتے ساڑھے بارہ بج گئے، پھر ایک بج گیا یہاں تک کہ تقریباً سوا ایک بجے حضرت صاحب کی گاڑی گلی کے اندر داخل ہوئی حضرت صاحب نے ہمیں دیکھا ہم دو ہی کھڑے تھے اور بھی ساتھی آتے تھے لیکن اُس رات بارش کی وجہ سے نہ آئے آپ کی گاڑی قریب آئی آپ نے چابی ہمیں پکڑائی اور ہم نے دروازہ کھولا آپ نے گاڑی اندر کی اور فرمایا میں ذرا بچوں کو اندر بٹھا کر آیا، آپ نے Drawing Room کا دروازہ کھول دیا ہم اندر بیٹھ گئے۔

حضرت صاحب پھر کوئی آدھے گھنٹے بعد آئے اور تقریباً دو بجے حضرت صاحب آئے آپ تصور کریں رات کے دو بجے ہوں اور تصوف کا درس لینے بیٹھے ہوں اور باہر بارش ہورہی ہو خیر حضرت صاحب جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے اور بیٹھے ہی کہ لائٹ چلی گئی اندھیرا ہوگیا حضرت صاحب نے کتاب بند کر دی اور فرمایا آج کوئی درس نہیں ہوگا اور پھر اُس رات حضرت صاحب نے محبت سے ایسا ذکر کروایا، ایسا خوبصورت معاملہ بنا کہ آج بھی اُس ذکر کی برکت دُنیا میں بانٹتا ہوں وہ برکت ختم نہیں ہورہی جو اُس رات اللہ نے ہمیں عطا کی۔

چاہتے تو سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم

پہلے پیدا تو کریں ویسا قلبِ سلیم

محنت کرنی کوئی نہیں، تکلیف برداشت کوئی نہیں کرنی، پریشانی اُٹھانی کوئی نہیں اور برکتیں آپ کو k-2 جیسی چاہیئے، ماؤنٹ ایوریسٹ جیسی چاہیئے۔

یہ نہیں ہوسکتا، یہ خیال غلط ہے ایسا نہیں ہوسکتا تو اللہ کہتا ہے چپ کر کے بیٹھے رہو میرے نبی کے در پر، خاموش، چپ کر کے بیٹھ جاؤ نام بھی نہیں لینا، تو پریشان نہ ہو، انتظار کرو حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِم یہاں تک کہ وہ خود تمہارے پاس چل کر آئیں گے اُنہیں پتہ ہے کون آیا ہوا ہے، کون بیٹھا ہوا ہے انتظار کرو اُس لمحے کا کہ وہ خود آئیں تیرے پاس، تیرے کہنے سے وہ آتو جائیں گے وہ اور بات ہوگی لیکن تم انتظار کرو یہاں تک کہ وہ خود تشریف لے آئیں اور پھر دیکھو وہ اپنے ساتھ ساری رحمتیں نہ لے کر آئیں تو کہنا۔

میں رب ہو کر کہہ رہا ہوں لَکَانَ خَیْرًا لَّھُم میں اعلان کرتا ہوں کہ میرے نبی کے آنے کا انتظار کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

تو آئیں آج اس آیت سے جو ہمیں ایک نیا ادب حضور کا، علماء کا، بزرگوں کا، شیوخ کا پتہ چلا ہے اللہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لیکن یہ سارے ادب کر نہیں سکتے یہ کچھ اور ہی معاملہ ہے اللہ جسے چاہے اس جگہ تک لے کر جاتا ہے اور اس طرح کے ادب پورے کرنے کا موقع دیتا ہے، یہ موقع ملنا بھی بڑی بات ہے اُس رات موقع مل گیا بس اُس کے بعد وہ رات دوبارہ نہیں آئی وہ ادب پورا ہو گیا۔

اللہ ہمیں بھی زندگی میں اس آیت کی برکتیں عطا فرمائے (آمین)

آیت نمبر۶ تا۱۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِيۡبُوۡا قَوۡمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِيۡنَ ۝

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اُس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو بے علمی میں ضرر پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِيۡكُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَوۡ يُطِيۡعُكُمۡ فِىۡ كَثِيۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَ كَرَّهَ اِلَيۡكُمُ الۡكُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ۝

اور خوب جان لو کہ تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں اگر وہ تمہاری بات اکثر معاملات میں مان لیا کریں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو مضبوط بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو قابلِ نفرت بنا دیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو راہِ حق پر ہیں۔

فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعۡمَةً وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ

یہ سب کچھ محض اللہ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا فَاِنۡ بَغَتۡ اِحۡدٰهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ
حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝

اور اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان صلح کرا دو اور اگر زیادتی کرے کوئی گروہ کسی دوسرے پر تو بدلہ لو اُس گروہ سے جو تم پر زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پس وہ اگر لوٹ آئے تو اُن کے درمیان صلح کرا دو عدل اور انصاف سے، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ

بے شک ایمان والے بھائی بھائی ہیں پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِيۡبُوۡا قَوۡمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِيۡنَ ۝

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اُس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو بے علمی میں ضرر پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

شانِ نزول:

بنی مصطلق قبیلے کا سردار جس کا نام حارث تھا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا، حضور ﷺ نے اُسے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اُس نے قبول کیا اور کہا میں واپس اپنے قبیلے کی طرف جاتا ہوں اُنہیں بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اُن سے بھی زکوٰۃ اکھٹی کرتا ہوں، آپ اپنا کوئی آدمی بھیجیں جو زکوٰۃ جمع کر کے لے آئے تو حضور ﷺ نے وقتِ مقررہ پر حضرت ولیدؓ کو بنی مصطلق قبیلے کی طرف بھیجا اور کہا کہ جا کر زکوٰۃ وصول کریں۔

زمانہ جاہلیت میں ولید کے ہاتھوں سے اُس قبیلہ کا ایک بندہ قتل ہوا تھا جب اسلام لائے تو اللہ نے اُنہیں معاف کر دیا انہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اگر میں اُس قبیلے سے زکوٰۃ لینے گیا تو وہ مجھ سے انتقام لیں گے اور مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے لہٰذا یہ راستے سے ہی لوٹ آئے اور کہا کہ اُنہوں نے زکوٰۃ دینے سے ہی انکار کر دیا ہے اور کہا کہ وہ مجھے قتل کرنے لگے تھے میں تو بڑی مشکل سے جان بچا کر آیا ہوں۔

حضور ﷺ نے جب اُن کی یہ بات سُنی تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک دستہ دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ پہلے حقیقت معلوم کر لینا پھر کوئی کاروائی کرنا، حضرت خالد بن ولیدؓ رات کے وقت اُس علاقے میں پہنچے اور شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا، اپنے قاصدوں کو جاسوسی کے لئے شہر کے اندر بھیجا تا کہ احوال سے آگاہی حاصل ہو اُنہوں نے بتایا کہ ایسا کچھ نہیں ہے وہ تو اسلام پر پختہ ہیں ہم نے خود اُن کی اذانیں سنی ہیں، اُنہیں باجماعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، حضرت خالد بن ولیدؓ جب صبح کے وقت پہنچے تو اُنہوں نے وہی کچھ دیکھا جو اُن کے قاصدوں نے بتایا تھا کہ وہ لوگ باقاعدہ نمازیں قائم کر رہے ہیں اور اسلام پر قائم ہیں قطعاً ایسا کچھ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کو باقاعدہ آ کر بتایا گیا کہ ایسا کچھ نہیں ہے تو اُس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اے نبی ان سے کہہ دو کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی بندہ آئے اور آ کر کوئی بات بتائے تو پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو تو حضور ﷺ نے حکمت سے کام لیا اور حضور ﷺ اگر ایسا نہ فرماتے تو کتنے بے قصور لوگ مارے جاتے کیونکہ جب حملہ ہوتا ہے تو پھر نہیں پوچھا جاتا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے سب کے اُوپر تلوار چلتی ہے تو حضور ﷺ نے حکمت سے کام لے کر تحقیق کروائی۔

ہر سوسائٹی میں ایسے لوگ ضرور ہوتے ہیں جن کے مزاج میں فساد ہوتا ہے اور وہ ہر وقت اسی سازش میں تیار ہوتے ہیں کہ کسی طرح لڑائی جھگڑا ہوتا رہے اور فساد چلتا رہے اور ہر گھر میں کوئی نہ کوئی فسادی بندہ ضرور موجود ہوتا ہے۔ ان آیات میں اللہ نے معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے مزاج کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس میں پہلے نمبر پر یہ بات کہی کہ کوئی بھی تم سے بات کرے تو بغیر تحقیق کے اُس کی بات پر یقین نہ کیا کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی ہوئی بات آگے بیان کر دے اور اُس پر تحقیق نہ کرے۔

آج معاشرے میں پوری سوسائٹی میں آگ لگی ہوئی ہے اور گھروں کے گھر اُجڑ رہے ہیں، لوگ فساد میں مبتلا ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ ایک گھر کی بات دوسرے گھر میں گئی، دوسرے سے تیسرے گھر میں گئی اور یوں بات بگڑتی بگڑتی پوری سوسائٹی میں پھیل گئی اور بات طلاق تک پہنچ گئی حالانکہ بات کچھ اور تھی اگر تحقیق کی جاتی تو بات اتنی نہ بڑھتی۔

اللہ والوں نے بڑا خوبصورت اصول بیان کیا:

تم آنکھوں سے کوئی چیز دیکھ لو تو پھر بھی اُس پر یقین نہ کرو، جب تک تحقیق نہ کرلو جب تک پوری طرح جا کر پوچھ نہ لو کہ جو میں نے دیکھا ہے کیا وہ یہی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ معاملہ کچھ اور ہو۔

آپ گزر رہے ہیں اور آپ نے ایک مرد اور عورت کو دیکھا کہ وہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے جا رہے ہیں تو آپ اندر جا کر کسی سے کہیں کہ دیکھو کتنا بُرا زمانہ آ گیا ہے لوگوں کو شرم نہیں آتی کیسے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر جا رہے ہیں اور جب جا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں میاں بیوی ہیں اسی طرح کسی اور کو اکھٹے جاتے دیکھا، پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں بہن بھائی ہیں، دیکھا تو ہے لیکن آنکھوں نے جو دیکھا اُس پر یقین نہ کریں، زندگی میں یہ اصول یاد رکھیں، ہمیشہ خوش رہیں گے۔

خاص طور پر خواتین کا معاملہ بگڑا ہوا ہے

حضرت قبلہ عالم پروفیسر محمد عظیم فاروقی (دامت برکاتہم) **فرماتے ہیں:**

بیٹا لوگ تمہارے پاس اپنے مسائل لے کر آیا کریں گے اپنی مشکلیں، پریشانیاں بیان کریں گے تو تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنا، مشکل میں نہیں پڑو گے۔

ا۔ اگر کوئی عورت تمہارے پاس آ کر کوئی مسئلہ بیان کرے تو اُس میں 99% جھوٹ ہوگا اور 1% سچ ہوگا اُس نے ملمع سازی کی ہے، نمک مرچ لگائی ہے، اندر بات اتنی نہیں ہوتی جتنی لوگ بنا لیتے ہیں، اُس بات کو بنا سجا کر کے۔ ٹوتک لے جاتے ہیں اور قتل وغارت شروع ہو جاتی ہے بات اتنی نہیں ہوتی اور جب تحقیق ہوگی تو تمہیں شرمندگی ہی ہوگی لہٰذا جو بات وہ کرے اُس کی بات ضرور سنو لیکن فوری کوئی Action نہ لیا جائے پہلے تحقیق کر لی جائے۔

۲۔ کبھی بھی فریقین کی بات سُنے بغیر فیصلہ نہ کرنا، مثلاً کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں بندے نے میرا سر پھاڑا، میرے ساتھ اس طرح ہوا، بڑا میرے ساتھ ظلم ہوا تو کبھی بھی فیصلہ مت کرو جب تک دوسرے گروہ کی بات نہ سُن لو جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اب دونوں کو اکٹھا نہیں بٹھانا ایک کو باہر بھیج دیں اور دوسرے کو بٹھا کر اُس کی بات سُنیں، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

لہٰذا فوری طور پر بھڑک کر بندوق لے کر بدلہ لینے کے لئے نہ جایا جائے، مُکا لہراتے ہوئے فوراً نہ اُٹھ کر جایا جائے کہ میں اُس کی ایسی کی تیسی کر دوں گا تو پہلے تحقیق کی جائے۔ لوگ بڑے بناوٹی ہوتے ہیں اور ایک چہرے کے اُوپر سو سو چہرے سجائے ہوتے ہیں اور بڑا کچھ کہتے ہیں لہٰذا اُن کی باتوں پر فوراً غصہ نہ کیا جائے اور نہ کوئی جذباتی قدم اٹھایا جائے بلکہ ٹھنڈے رہنا چاہئے اور محبت سے، پیار سے رہنا چاہئے۔

لہٰذا قبلہ عالم نے جب سے یہ اصول سکھایا اسی پر عمل کیا صبح سے شام تک ہزاروں لوگوں کے مسئلے مسائل سُنتے ہیں اور واقعی ہی اگر ہم اُن مسائل پر Serious ہو جائیں تو شام تک ہم کسی Hospital میں پہنچ جائیں اتنے لوگوں کے مسئلے مسائل سُننے کا اللہ نے شرف بخشا، پھر اُنہیں مسئلے کے حل کے لئے وظیفہ بتاتے ہیں۔ کیونکہ جب پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ ہے ہی جھوٹ تو پھر اُس سے دل کو تسلی رہتی ہے اور ہزاروں لوگوں کے مسائل سُننے میں آسانی رہتی ہے۔

۳۔ تیسرا اصول یہ بتایا کہ جب بھی کوئی لڑائی شروع ہوئی ہو اور لوگ کہیں کہ حضرت آپ آ کر فیصلہ کریں تو فوراً نہ جاؤ کہا اُس وقت آگ جل رہی ہوگی، ذہن اُس وقت گرد آلود ہوں گے، ذہن اُس وقت غصے کی حالت میں نیم پاگل ہیں آپ جائیں گے تو آپ کی بات بھی کسی نے نہیں سُنی، بس یہ کہہ دیجئے گا اچھا میں شام کو پہنچوں گا، شام تک معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا، ذہن اپنی اصل حالت میں آ جائیں گے وہ جو اُوپر ایک غبار ہوگا وہ اتر جائے گا، اب جا کر بیٹھو گے تو جو کہو گے اللہ اُس میں برکت ڈال دے گا۔

آج گھروں میں یہ معاملات عام ہیں کہ چھوٹی سی بات ہوتی ہے اور لوگ طلاق دے دیتے ہیں، آرام سے تین لفظ کہہ دیتے ہیں اور اُس کے بعد پچھتاتے ہیں ساری زندگی، اُس کے بعد پھر روتے پھرتے ہیں یہاں قرآن کہہ رہا کہ دھیان سے ذرا!!!
اگر کسی نے تمہیں خبر دی بھی تھی تو تمہارا فرض یہ تھا کہ تم پہلے تحقیق کر لیتے اپنا دماغ استعمال کرتے، تو قرآن بڑی گہرائی میں اس آیت میں ہمیں گائیڈ کر رہا ہے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

خوب جان لو، تحقیق رکھو کہ تمہارے درمیان رسول اللہ موجود ہیں

قابلِ غور بات!!!

یہ خطاب تو اُس وقت صحابہ کرام سے تھا جو اُس وقت سامنے موجود تھے لیکن یہ آیت قیامت تک کے ہر مسلمان کے لئے جگمگا رہی ہے، آقا کے موجود ہونے کی دلیل، آقا کے زندہ سلامت ہونے کی دلیل، آقا کے ٹھیک ٹھاک ہونے کی دلیل قرآن ہمیں دے رہا ہے:

تمہارے درمیان رسول اللہ ہیں

تمہارے درمیان رسول اللہ موجود ہیں، ''تھے'' نہیں کہا بلکہ کہا حضور موجود ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ابھی بھی اپنی اُنہی برکتوں کے ساتھ چمک رہے ہیں، حضور ﷺ مدینے میں ہیں، بلکہ ہر جگہ پوری کائنات میں اللہ نے حضور ﷺ کی موجودگی کو ثابت کیا۔
جہاں بھی تم ہو تمہارے درمیان حضور ﷺ موجود ہیں، تم گھر میں ہو تمہارے درمیان، تم گلی میں ہو تمہارے درمیان، تم کالج، یونیورسٹی میں ہو تمہارے درمیان، نماز پڑھ رہے ہو تمہارے درمیان......

کون کہتا ہے کہ حضور ﷺ صرف مدینہ میں ہی ہیں میرا نبی تو ہر جگہ موجود ہے

قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ تمہارے درمیان تشریف فرما ہیں.....تو کیا کرنا ہے؟

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

اگر وہ تمہاری بات اکثر معاملات میں مان لیا کریں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ صحابہ یہ کام نہ کرو ہر بات نہ نبی سے منواؤ اگر تم نے منوا لی انہوں نے مان بھی جانا ہے، نا تو اُن کے لب پر نہیں ہے۔

اک لفظ ''نہیں'' ہے جو اُن کے لب پر نہیں ہے

نا تو کرنا نہیں انہوں نے لیکن تم مشقت میں پڑو گے لہٰذا میرے نبی کو مجبور نہ کیا جائے، میرے نبی کو زیادہ Pressurize نہ کیا کرو دباؤ میں نہ لایا کرو کہ یہ کام ضرور کریں اس طرح حضور تمہاری بات مان تو لیں گے لیکن تمہارے لئے مشکل ہو گی۔

یہاں حضور کا کتنا پیارا ادب اللہ نے بیان کیا ہے، بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہماری نظر میں بہت ضروری ہوتی ہیں ہم اللہ اور رسول سے مانگ رہے ہوتے ہیں لیکن وہ ہمیں نہیں ملتی ہیں کیونکہ اُنہیں علم ہے کہ اگر دے دیں تو میرا بندہ مشقت میں پڑ جائے گا۔

مثالیں حیاتِ نبوی ﷺ سے:

حضور ﷺ نے تراویح کی نماز کو مستقل ادا نہ فرمایا بلکہ کچھ دن ادا فرمائی اور کچھ دن چھوڑ دی ایک دن پڑھی، پھر دو دن نہ پڑھی، پھر تین دن ادا فرمائی پھر اگلے دن نہ ادا فرمائی اس طرح چھوڑ چھوڑ کر ادا فرمائی۔

صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ !!!

کرم فرمایئے اس کو مستقل پڑھایئے آپ خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ دیا دوسرے دن صحابہ نے پھر زور دینا شروع کر دیا یا رسول اللہ اس کو مستقل پڑھائیں ہم آجایا کریں گے ہمیں اس نماز کو پڑھنے کا بہت مزا آتا ہے لیکن حضور ﷺ نے پھر حکم دے دیا اور فرمایا اے میرے صحابہ!!!

اگر میں اسے روز پڑھنے کا حکم دے دوں تو کہیں یہ میری امت پر فرض نہ ہو جائے

ذرا تصور کریں!!! اگر یہ فرض ہو جاتی تو پورا رمضان لوگوں کی پھرکی نہ گھومتی تو پھر کہنا تھا؟ کیا حالت ہوتی، بہت سارے سفر پر ہوتے، بہت سارے بیمار ہوتے، بہت سارے مشکل میں ہوتے لیکن حضور ﷺ نے حکمت سے اُسے فرض نہیں ہونے دیا۔

اسی طرح تہجد کے لئے بھی صحابہ کرام نے کہا کہ حضور!! ہم پڑھنے آجایا کریں گے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تمہارے لئے نہیں ہے یہ صرف مجھ پر اللہ نے فرض کی ہے تو حضور ﷺ نے کتنی محبت فرمائی ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ سوموار کا روزہ رکھا کرتے تھے حضور ﷺ نے سوموار کا روزہ کبھی نہیں چھوڑا پوچھا گیا حضور!!! آپ سوموار کا روزہ کیوں رکھتے ہیں فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی تھی ہر ہفتے حضور ﷺ اپنی سالگرہ مناتے تھے کہ اس دن میں پیدا ہوا تھا کہ مجھے اُس دن سے محبت ہے جس دن میں پیدا ہوا تھا۔

تو صحابہ نے بھی کہا حضور!!! ہم بھی رکھ لیا کریں فرمایا اے میرے صحابہ یہ تمہارے لئے نہیں ہے ویسے تم رکھنا چاہو تو رکھ لو یہ نفلی ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی آیا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضور ﷺ نے سنا اور اپنا چہرہ مبارک دائیں طرف پھیر لیا جواب نہ دیا وہ پھر آپ کے سامنے سے اٹھا اور دائیں طرف آگیا اور کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے پوچھا ہے کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ تو حضور ﷺ نے اپنا چہرہ انور بائیں طرف کر لیا وہ دائیں طرف سے اٹھا اور بائیں طرف آگیا اور کہا یا رسول اللہ میں تیسری بار عرض کر رہا ہوں کیا حج ہر سال فرض ہے؟

تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے مُنہ سے ہاں نکل جاتا تو تم پر حج ہر سال فرض ہو جاتا جب میں چپ ہوں تو پھر چپ رہو آگے سے بار بار سولات نہ کیا کرو۔ اور اکثر معاملات میں اگر وہ تمہیں کچھ کہہ دیں یا حکم دے دیں تو اسی پر رہو، جتنا اُس نے کہا بس اتنا عمل کرو اُس سے آگے نہ جاؤ تا کہ تم مشقت میں نہ پڑ جاؤ۔

آگے اللہ نے بڑی خوبصورت بات فرمائی کہ یہ جو بار بار تم حضور سے جا کر کہتے ہو کہ حضور!!! ہم تراویح روز پڑھ لیں، تہجد ہر روز پڑھ لیا کریں، سوموار کا روزہ رکھ لیا کریں، حج ہر سال کر لیا کریں کیا تم جانتے ہو کہ تم ایسا کیوں کہتے ہو؟

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْ بِكُمْ

تم ایسا اس لئے کہتے ہو کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں جا چکا ہے

تمہیں ایمان سے بڑی محبت ہو گئی ہے اور تمہارے دلوں میں ایمان کو آراستہ کر دیا گیا ہے، نیکی سے بڑی محبت ہے، نیکی سے بڑا پیار ہے، پوچھ پوچھ کر نیکیاں کرتے ہو، ٹھیک ہے مجھے تمہاری یہ ادا بڑی پیاری لگی کہ تم میرے نبی سے پوچھ کر نیکیاں کرتے ہو لیکن میرے نبی کو **Pressurize** نہ کرو ورنہ تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔

وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ

اور تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی قابلِ نفرت ہو چکے ہیں

ایک طرف تم ایمان میں بڑے آگے جا چکے ہو اور دوسری طرف تمہیں برائیوں سے بھی بڑی زیادہ نفرت ہو چکی ہے یہ دونوں پہلو اللہ نے بیان کیے آپ صرف نیک بنیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا جب تک برائیاں نہ چھوڑیں بہت سارے لوگ اپنی زندگی میں اتنے سال عبادت میں گزار کر بھی اللہ کا قرب حاصل نہیں کر پاتے کیونکہ وہ زندگی میں گناہوں کو نہیں چھوڑتے اور گناہ کرنے کی وجہ سے اُنہیں نیکی کا نور بھی نصیب نہیں ہوتا۔

حضرت غوثِ اعظم نے بڑی خوبصورت بات بیان فرمائی:

جو دن تیرا گناہ کے بغیر گزرا وہ دن تیرا حضور ﷺ کی معیت میں گزرا

مثال:

اگر Washroom میں ایک لوٹا رکھا ہوا ہے لیکن پیندے سے وہ ٹوٹا ہوا ہے اُس کے اُوپر فُل ٹوٹی کھول دیں اور پورے Pressure سے اس میں پانی آئے کیا لوٹا بھرے گا؟ نہیں بھرے گا کیونکہ نیچے پیندے میں سوراخ ہے۔

اب آپ ایسا کریں کہ ایک بہت بڑی بالٹی لیں اور ہلکی سی ٹوٹی کھول دیں ایک ایک ٹِپ ٹِپ قطرہ اُس میں پانی گرے اور اُس بالٹی کا پیندہ ٹھیک ہو تو کیا وہ ٹِپ ٹِپ قطرے سے بھر جائے گی؟ بھر جائے گی کیونکہ وہ نیچے سے ٹھیک ہے، ایک دن، دو دن، چار دن، دس دن اور ایک دن آئے گا وہ ایک ایک قطرہ جو گرتا ہے وہ اُس بالٹی کو بھر دے گا۔

بالکل اسی طرح اگر ساری زندگی انسان لگا رہے اور پیندے میں سوراخ ہو وہ گناہ کرتا رہے اور ساتھ حج بھی کرے، عمرے بھی کرے، نمازیں بھی پڑھے تسبیحاں بھی پھیرے، ساتھ بزرگوں کی پیروی بھی کرے، اللہ والوں کے ساتھ رہنا بھی شروع کر دے لیکن گناہ نہ چھوڑے تو اُس کے اُوپر قطعاً نیکی کا نور نہیں چڑھے گا اور ایسے لوگ بدنام کرتے ہیں اسلام کو، ایسے لوگ دین کا جنازہ نکال دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کی وجہ سے لوگ دین سے دور ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا بہت خوبصورت فرمان ہے:

نیکی کرنا اتنا ضروری نہیں جتنا گناہ سے بچنا ضروری ہے

گناہ نہ کرنا بذاتِ خود ایک نیکی ہے

ہم دن رات اپنے بچوں کو دیکھتے رہتے کہ یہ اتنی محنت کر رہا ہے لیکن جب اُس پر نور نظر نہیں آتا تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یقیناً یہ کسی بری جگہ پھنسا ہوا ہے ، اُس سے باز نہیں آ رہا اُس گناہ کو چھوڑ نہیں رہا حالانکہ اسے بہت اعلیٰ پایہ کی نیکیاں کرنے کی توفیق مل رہی ہے لیکن دوسری طرف سے فلاں جگہ سے جا کر گند کھا آتا ہے، غلیظ عادت ہے اس کی کوئی اور اگر ہم تھوڑی سی تحقیق کریں تو ہمیں پتہ چل جائے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے ہیں بس اتنا پتہ ضرور ہوتا ہے کہ یہ کسی جگہ سے گند کھا رہا ہے ورنہ اتنے سالوں سے اتنا فیض، اتنا نور، اتنے درس، اتنی محفلیں، اتنی اس پر توجہ کر دی ہے تو ساری نیکیاں جا کدھر رہی ہیں، پانی جا کدھر رہا؟ وجہ یہ ہے کہ پیندہ ٹوٹا ہوا ہے۔

ہم سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں:

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و الضا لین

مولا مجھے نیک لوگوں کا راستہ تو دکھا لیکن ساتھ برے لوگوں سے بھی بچا یہ اصل بات ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ تم کمال لوگ ہو ایک طرف تمہارے اندر ایمان کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہے اور ایک طرف تمہاری برائی سے نفرت بھی بہت زیادہ ہے لہٰذا تم بڑے پیارے لوگ ہو تمہیں نیکیوں سے محبت ہے بار بار حضورﷺ کو Pressurize کرتے ہو کہ یہ بھی کر لیں، وہ بھی کر لیں ایسا نہ کرو اگر وہ مان گئے تو تمہیں مشقت ہو جائے گی۔

کسی بزرگ نے بڑی خوبصورت بات کہی تھی کہ جب تم چلتے پھرتے ہو کہیں پر بھی آتے جاتے ہو تو دو چیزیں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتی ہیں۔

ا۔تمہاری توبہ کا نور

۲۔تمہاری عبادت کا نور

اصل میں یہ دو چیزیں لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے روشنی پھیلے، لوگ آپ کی وجہ سے نیک ہوں، آپ چاہتے ہیں کہ آپ جس جگہ بھی جائیں وہاں سے برائیاں مٹ جائیں یہ مصلیٰ پر صرف بیٹھنے سے، نیک بننے سے نہیں ہونا یہ برائیوں سے بچ کر ہونا ہے۔

توبہ کا نور ہر وقت تمہارے قریب رہتا ہے اور جو تمہارے پاس آتا ہے اسے بھی وہ نور ملتا ہے لہٰذا وہ بھی گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔

تم اتنی عبادت کرتے ہو، اتنا سجدے میں جاتے ہو، اتنا اللہ کو یاد کرتے ہو کہ اُس کو نور کسی کے دل میں جاتا ہے تو اُس کا دل بھی اللہ اللہ کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دو چیزیں بندے کے ساتھ ہوتی ہیں، توبہ کا نور اور عبادت کا نور یہ تمہارے ساتھ رہتا ہے تم سے جدا نہیں ہوتا، تم سوتے ہو تو پھر بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے، اکیلے ہو تو بھی ساتھ ہے، سفر میں ہو تو بھی ساتھ ہے، بیٹھے ہو تو بھی ساتھ ہے یہ ہر حالت میں دونوں نور تمہارے پاس ہوتے ہیں اور انہی دو نوروں سے برکت پھیلتی ہے جس کے پاس جتنا زیادہ نور ہوگا وہ اُتنی زیادہ نیکی پھیلائے گا اُس کے قلب سے، اُس کی زبان سے لوگ نیک راستے کی طرف چلیں گے، وہ جو لفظ بولے گا وہ لوگوں کے دلوں کو چھلنی کرتا ہوا گزر جائے گا کیونکہ اُس کے لفظوں میں توبہ اور عبادت کا نور ہے۔

یہاں لفظ ہے "آراستہ" کر دیا ہے تمہارے دلوں کو، تمہارے دل ایمان سے سجے ہوئے ہیں اتنا نور ہے ایمان کا اور ساتھ برائی سے اتنی نفرت ہے تمہیں لہٰذا تم مجھے بڑے پیارے لگ رہے ہو۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰ شِدُوْنَ

اللہ فرما رہا ہے کہ یہی لوگ ہیں جو راہِ حق پر ہیں، ہدایت پر ہیں، یہ لوگ صحیح ہیں جو اللہ سے محبت بھی کرتے ہیں اور بروں سے دور بھی رہتے ہیں۔

فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَکِيْمٌ

اے میرے صحابہ میں بتاؤں تمہیں یہ کیا ہے؟ یہ تم پر اللہ کا فضل اور انعام ہے یہ جو دو چیزیں تمہیں ملی ہیں یہ بہت بڑی ہیں، یہ بہت بڑے پیمانہ پر، یہ بہت اعلیٰ معاملہ ہے یہ اللہ کا فضل اور انعام ہو گیا ہے تمہارے اُوپر کہ تمہیں ہم نے برائی سے نفرت دے دی ہے اور ایمان تمہارے اندر سجا دیا ہے یہ اللہ کا بہت بڑا کرم اور انعام ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

وَاِنْ طَآ ئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَ صْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرا دو

لوگوں کا آپس میں جھگڑنا اور اسلام میں لوگوں کا آپس میں اختلاف ہونا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اختلاف ہونا چاہئے اور اختلاف ہوتا بھی ہے۔
حضورﷺ نے فرمایا:

میری اُمت میں اختلاف باعثِ رحمت ہوگا

کیونکہ دولوگ جب آپس میں اختلاف کریں گے تو وہ زحمت نہیں ہوگا اور جب آپس میں گفتگو ہوگی تو صحیح مسئلہ سامنے آئے گا۔
دُنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے لوگ آئے اُنہوں نے اختلاف کیا ہے اُنہوں نے لوگوں سے Contradict کیا ہے مثلاً گراہم بیل نے جب فون ایجاد کیا تو اس نے کہا میں آواز کو دور تک پہنچا دوں گا لوگوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا اگر ایک Building پر کھڑے ہو کر آواز دی جائے تو آواز دور تک جاتی ہے لیکن تم کہہ رہے ہو میں میلوں دور تک پہنچاؤں گا یہ نہیں ہوسکتا تو گراہم بیل نے اُن سے اختلاف کیا اُس نے کہا میں تمہیں کر کے دکھاؤں گا، اُس نے فون ایجاد کیا اور اُس کی ایجاد اللہ نے دنیا کے سامنے رکھ دی۔
اسی طرح قائدِ اعظمؒ ہمارے بے مثال لیڈر آپ نے اختلاف کیا ساری دنیا کہتی تھی کہ پاکستان نہیں بن سکتا یہاں تک کہ مولوی بھی کہتے تھے کہ پاکستان نہیں بن سکتا لیکن قائداعظم نے اس سے اختلاف کیا اور فرمایا:

پاکستان بنے گا نہیں یہ بن چکا ہے

پاکستان بننے سے پہلے انڈیا کے وائسرائے نے آپ کو بلایا، ساتھ ہندو کو بھی بلا لیا جو بڑا Famous تھا تو اس نے کہا کہ آپ نے یہ کیا نیا ڈرامہ شروع کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو الگ کرو یہ نہیں ہوسکتا اور نہ یہ ہونا ہے تو ایسا کرتے ہیں کہ آپ نے اس پر جو بڑی کاوش کی ہے ہم یوں کرتے ہیں کہ!!!
آپ کو مسلمانوں کا لیڈر بنا دیتے ہیں اور یہ جو ہندو آیا ہے اسے ہندوؤں کا لیڈر بنا دیتے ہیں لہٰذا مسئلہ حل ہو گیا اور آپ ہم سے اس کی تنخواہ لے لیا کریں ماہانہ ہم آپ کو تنخواہ دے دیا کریں گے تو مسلمان اپنا لیڈر سنبھالیں اور ہندو اپنے لیڈر سے کام لیں مسئلہ حل ہو جائے گا یہ آپ نے کیا شروع کر دیا تو قائد اعظمؒ اللہ ساری رحمتیں آپ کی قبر پر نازل فرمائے اللہ نے کیسا اعلیٰ لیڈر عطا کیا آپ اٹھے اپنا کوٹ درست کیا اور ٹائی کو سیدھا کیا فرمایا: **I am not here to sell my nation**
میں جو کہہ رہا ہوں کر کے دکھاؤں گا، پاکستان ضرور بن کر رہے گا تو یہ اختلاف کرنے والے لوگ بہت بڑا کام کر جاتے ہیں۔
امت میں اختلاف اچھی بات ہے لیکن اختلاف اُس وقت تک اچھی بات ہے جب تک فساد نہ بنے، لڑائیاں نہ ہوں، قتل و غارت نہ ہو، ایک دوسرے کے گریبان نہ پکڑے جائیں Table Talk کی جائے، بیٹھ کر بات کی جائے زبان سے بات کرو کہ جو تم کہتے ہو وہ میں سُنتا ہوں اور جو میں کہتا ہوں وہ تم سُنو اور جو زیادہ دلیل میں بھاری ہوگا وہی ٹھیک ہوگا اُس کی بات مانی جائے گی یہ اسلام کا اصول ہے۔
اللہ فرما رہا ہے کہ جب دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم نے دور کھڑے ہو کر تماشہ نہیں دیکھنا بلکہ **فَاَ صْلِحُوْا بَیْنَهُمَا** تم نے اُن کے درمیان صلح کروانی ہے۔
ا۔ پہلے کہا فَاَ صْلِحُوْا بَیْنَهُمَا صلح کرواؤ۔

فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُ خْرٰى فَقَا تِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآ ءَ تْ فَاَ صْلِحُوْا بَیْنَهُمَا

۲۔ اور اگر زیادتی کرے کوئی گروہ کسی دوسرے پر تو بدلہ لو اُس گروہ سے جو تم پر زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پس وہ اگر لوٹ آئے تو اُن کے درمیان صلح کرا دو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَ صْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ

اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم ان میں صلح کرواؤ تین بار اللہ نے صلح کا ذکر کیا اللہ کو اس قدر صلح پسند ہے، جھوٹ ہر حالت میں ناجائز ہے بعض نے اسے حرام لکھا اور بعض نے اسے کبیرہ گناہ لکھا لیکن صلح کروانے کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔

اگر دو لوگوں کو ملانا چاہتے ہو اور تم یہ چاہتے ہو کہ یہ مل جائیں تم ایک کے پاس جھوٹ بول سکتے ہو تو دوسرے کے پاس جا کر بھی جھوٹ بول دو کہ کسی طرح یہ آپس میں ملیں اور ان کی آپس میں صلح ہو جائے، اسلام کہتا ہے کہ تم دو لوگوں کی صلح کروانے کے لئے جھوٹ بولنے جیسا کبیرہ گناہ بھی کر سکتے ہو اور اللہ تمہیں بخش دے گا کیونکہ تم نے دو لوگوں کے سینے ملائے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہؓ میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں، جو نماز، روزہ اور صدقے سے بھی افضل ہے صحابہ نے فرمایا جلدی بتایئے، حضور ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ دو بھائیوں میں صلح کروادو، دو مومنوں میں صلح کروادو یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے، دو سینوں کو ملادو یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی نظر میں بڑا گناہ یہ ہے کہ تم دو لوگوں کے سینے جدا کردو

لڑائی کرادو دو لوگوں میں، کسی نے ایسا جملہ بولا کہ دونوں آپس میں لڑ پڑے اور تو کھڑا ہو کر Enjoy کر رہا ہے اللہ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہے جو دوسروں کو لڑواتا ہے اور صلح نہیں کرواتا ہے۔

آج کے دور میں لوگ موقع ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح مجھے اس کی بات پتہ چلے اور میں جا کر دوسروں کو بتادوں کہ اس کا مسئلہ خراب ہے (استغفراللہ) اللہ ہمیں ایسے لوگوں سے بچائے۔ اللہ نے تین بار صلح کروانے کا حکم دیا اور یہ حکم بار بار اللہ نے اس لئے دیا کیونکہ یہ عمل اللہ کو پسندیدہ ترین عمل ہے، قیامت کے دن اللہ خود بھی اس پر عمل کرے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن دو لوگ آپس میں لڑ رہے ہوں گے ایک دوسرے سے کہے گا کہ تم نے دنیا میں میرا حق مارا ہے تم مجھے میرا حق دو، دوسرا پہلے سے کہے گا تم نے میرا حق مارا تھا پہلے تم مجھے میرا حق دو، دست و گریباں ہو جائیں گے، ایک دوسرے کو مارنا شروع ہو جائیں گے، گالی گلوچ دینا شروع ہو جائیں گے، فرشتے صلح کروانے کی کوشش کریں لیکن وہ پھر بھی لڑیں گے۔

اللہ کی بارگاہ تک بات جائے گی اللہ فرمائیں گے کہ کیوں لڑ رہے ہیں جواب دیا جائے گا مولا!!!! یہ اس لئے لڑ رہے ہیں کہ دونوں نے ایک دوسرے کا حق دینا ہے اور اب یہ میدانِ حشر ہے جہاں ایک دوسرے کا حق دینے کے لئے دونوں کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔

اللہ فرمائے گا فرشتو!!! تم انہیں چھوڑ دو اور انہیں میرے پاس لے آؤ اللہ کے پاس لایا جائے گا اللہ فرمائے گا اے بندے کیا تم نے اس سے اپنا حق لینا ہے کہا ہاں لینا ہے اللہ فرمائے گا اے بندے میں جانتا ہوں کہ تیرا حق ہے تو نے اس بندے سے اپنا حق لینا ہے، دوسرے سے پوچھا اے بندے تم نے بھی اپنا حق لینا ہے اُس نے کہا ہاں میں نے بھی اپنا حق لینا ہے۔

اللہ فرمائے گا ایسا کرو فرشتو ایک بندے کو ان میں سے دور لے جاؤ جہاں تک اسے میری آواز نہ پہنچے، دوسرے کو کہیں دور پیچھے لے جاؤ، فرشتے اُسے لے چلیں گے اور یہ کھڑا رہ جائے گا اللہ فرمائے گا اچھا ایسا کرو میری بات سنو اگر تم اُسے معاف کر دو یہ ذرا اپنے پیچھے دیکھو اور جب وہ پیچھے دیکھے گا تو ایک بہت بڑا خوبصورت محل ہوگا، اعلیٰ روشنیاں اور اعلیٰ ترین اُس کی چمک دمک ہوگی دور سے نظر آ رہا ہوگا وہ کہے گا اللہ یہ محل کسی نبی کا ہے؟ یہ کسی ولی اور کسی صحابی کا ہے کہا نہیں یہ تیرا ہے اگر تو اُس سے صلح کر لے یہ تو لے لے اور اُسے چھوڑ دے اُس کو معافی دے دے۔

وہ کہے گا مولا!!! یہ تو بڑی اعلیٰ بات ہوگئی مجھے اور کیا چاہئے میں راضی ہوں اور میں اُس کو چھوڑتا ہوں اللہ آپ گواہ ہو جائیں یہ محل میں نے لیا اور اپنا حق چھوڑتا ہوں، میں اُسے معاف کرتا ہوں۔

اللہ فرمائے گا فرشتو!!! اب اس کو دور لے جاؤ اور دوسرے کو قریب لے آؤ اُسے لایا جائے گا اللہ اُسے فرمائے گا اے میرے بندے اپنے پیچھے دیکھو وہ جب پیچھے دیکھے گا اور خوبصورت محل دیکھ کر حیران ہو جائے گا وہ کہے گا مولا!! یہ کس کا محل ہے اللہ فرمائے گا یہ تیرا ہے اگر تو اُسے معاف کر دے اگر تم اُس سے صلح کر لو تو میں یہ محل تمہیں دے دوں گا وہ کہے گا مولا میں تو راضی ہو گیا اتنا اچھا انعام، میں راضی ہو گیا، میں قبول کرتا ہوں تو مجھے محل دے دے میں اپنا حق چھوڑتا ہوں۔

اللہ پہلے کو بھی بُلا لے گا اور کہے گا میرے سامنے ایک دوسرے کو گلے ملو، میرے سامنے ایک دوسرے کو سینے سے لگاؤ اللہ فرمائے گا فرشتو!!! سارا کچھ چھوڑو، ان کا حساب کتاب بھی چھوڑ واور دونوں کو اکٹھے جنت میں داخل کر دو۔

اللہ کو اتنی صلح پسند ہے کہ اللہ نے سورۃ حجرات کی آیات میں تین بار صلح کا حکم دیا، مناؤ لوگوں کو، اس طرح لڑتے ہوئے نہ چھوڑو، آج رشتے توڑنا کونسا مشکل ہے لوگ کہتے ہیں کہ تو میرے لئے مر گیا اور میں تیرے لئے مر گیا یہ کوئی مسئلہ نہیں اصل بہادری تو یہ ہے کہ تم نے رشتوں کو جوڑ کر رکھنا ہے۔

اپنے رشتے داروں سے ملتے رہنا، اُن کی خوشیوں میں شریک ہونا، رشتے داروں سے صلح رحمی کرنا اللہ کو بہت پسند ہے، اُن کے غموں میں شریک ہونا یہ اصل بہادری ہے، یہ اصل بات ہے۔

حضورﷺ نے فرمایا:

جب دو لوگوں کا سینہ آپس میں محبت سے ملتا ہے، اللہ کو وہ دو سینے اتنے اچھے لگتے ہیں کہ جدا ہونے سے پہلے اللہ اُن کو معاف فرما دیتا ہے اور جنت عطا کر دیتا ہے، کہ اُنہوں نے اپنے دل سے گندگی، کدورت، دشمنی نکال کر ایک دوسرے کے لئے اپنے دل میں پیار رکھا ہے۔

ہم نے اپنی زندگی میں دشمنیاں لے کر کہاں جانا ہے، لوگ ایک دوسرے سے دشمنیاں پال لیتے ہیں کہاں جانا ہے دشمنیوں کو لے کر؟ آخری ٹھکانہ تو قبر ہے لہٰذا خود پہل کرو اور جا کر اپنے بھائی کو مناؤ، اپنے دوست کو مناؤ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

اللہ فرما رہا ہے کہ بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اب اس میں اللہ نے دو اشارے کیے۔

ایک بھائی کی عزت دوسرے بھائی کی عزت ہے، اُس کی عزت تمہاری عزت، اُس کا پیار تمہارا پیار ہے، اُس کا گھر تمہارا گھر ہے، اُس کے معاملات تمہارے معاملات ہیں وہ بیگانہ نہیں ہے اس کا خون تمہارے ساتھ محترم گیا۔

حضورﷺ نے جب مکہ ہجرت فرمائی تو فرمایا اے کعبہ!!! بے شک تیری عزت بڑی زیادہ ہے، تو بڑی حرمت والا ہے، تیرا بڑا مرتبہ ہے لیکن مسلمان کا دل تجھ سے زیادہ عزت والا ہے کیونکہ دلوں کے اندر اللہ رہتا ہے، دلوں میں اللہ کی رہائش ہے۔

مسلمان کا دل کعبہ سے زیادہ عزت رکھتا ہے تو کسی کا دل توڑنا اور یہ کہنا کہ میں نمازوں سے بخشا جاؤں گا ایسا نہیں ہوسکتا ہے، قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ سارے تمہارے بھائی بھائی ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم اپنے بھائی کے ساتھ کرتے ہو جس طرح تم اپنے بھائی کی عزت اور احترام کرتے ہو اسی طرح دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ رکھو پہلے کہا بھائی ہیں پھر کہا فَاَ صْلِحُوْا بِیْنَ اَخَوَیْکُمْ اپنے بھائیوں میں صلح کرادو تا کہ ان کے دل جڑ جائیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ منتوں سماجتوں پر اُتر آیا ہے کہ میرے دو بندوں کو جدا نہ ہونے دو اُن دونوں کو ملا دو، دور کھڑے ہو کر تماشہ نہ دیکھو جو آج لوگوں نے طریقہ اپنایا ہوا ہے اور آج لوگ ایک دوسرے کی قدر نہیں کرتے۔

وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْن

فرمایا اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ ہم تم پر رحم کردیں اور قیامت کے دن تمہاری بخشش کردیں کیونکہ تم نے ہمارے حکم پر عمل کیا اور لوگوں کی صلح کروائی ہے۔

اللہ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اللہ تعالیٰ ان آیات میں معاشرے کو آداب سکھانے لگا ہے پورا معاشرہ کس طرح محبت، پیار سے بھر سکتا ہے پورے معاشرے میں کس طرح امن آ سکتا ہے ،پورے معاشرے میں کس طرح لوگ ایک دوسرے کی عزت کر سکتے ہیں ان آیتوں میں اللہ نے اصول بیان کر دیئے، ہماری زندگی میں جو بہت ساری پریشانیاں ہیں، کمیاں ہیں، کوتاہیاں ہیں اُن کے اسباب ان آیات میں بیان ہوئے ہیں اور قرآن نے ان آیات کے ذریعے پورے معاشرے کا علاج بیان کر دیا ہے اللہ اس میں بیان فرما رہا ہے کہ معاشرے کے لوگوں کے ساتھ تم نے کس طرح رشتہ بنانا ہے اور اُن کے ساتھ کیسے رہنا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اے ایمان والو! تم میں مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑایا کرے شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑایا کریں شاید وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے پر عیب لگایا کرو اور نہ برے القاب سے بلایا کرو کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے اس طریقے سے تو وہی بے انصاف (ظالم) ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

اے ایمان والو! بہ کثرت بدگمانیوں سے دور رہا کرو بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور جاسوسی نہ کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم تو اسے مکروہ سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قوموں میں بانٹ دیا اور مختلف خاندانوں میں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور تم میں زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ علم والا اور خبر والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

اے ایمان والو! تم میں مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑایا کرے

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآء

اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑایا کریں

اس میں اللہ نے دو جماعتوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا مردوں کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور عورتوں کا علیحدہ ذکر کیا ہے کہا کہ مردوں کی جماعت مردوں کا اور عورتوں کی جماعت دوسری عورتوں کا مذاق نہ اُڑائے اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک ہی آیت کے ایک ہی جملے میں دونوں کا ذکر فرما دیتا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کریں لیکن ایسا نہیں کیا مردوں کا ذکر علیحدہ کر دیا اور عورتوں کا ذکر علیحدہ کر کے بیان کیا کہ مردوں کی جماعت مردوں کا اور عورتوں کی جماعت عورتوں کا مذاق نہ اُڑایا کرے اب یہاں پر سمجھدار ذہن رک جاتا ہے وہ سوچتا ہے مولا تیرا کلام ایسا ہے جس میں Repitition نہیں، دہرانا مناسب نہیں ہوتا ایک ہی جملہ میں کہہ دیتا لیکن ایسا نہیں کیا اس لئے کہ مردوں کا مذاق اور ہوتا ہے اور عورتوں کا مذاق اور ہوتا ہے اس لئے ہم نے دونوں کو الگ الگ انداز میں منع کیا ہے کہ کوئی بھی ایک دوسرے کو مذاق کا نشانہ نہ بنائے۔

مذاق کس کا اُڑایا جاتا ہے؟؟؟؟

مذاق اُس کا اڑایا جاتا ہے جس کے لئے دل میں محبت اور پیار نہ ہو اور جونہی آپ کسی کے لئے مذاق کے الفاظ بولتے ہیں تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ کے دل میں اُس کے لئے کوئی عزت، احترام اور پیار نہیں ہے، آپ اُسے پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ اُس کا مذاق اڑاتے ہیں لہٰذا اللہ کو یہ چیز سخت ناپسند ہے کہ اُس کے بندوں کا مذاق اڑایا جائے، اُس کے بندوں کی عزت نہ کی جائے، اُس کے بندوں سے پیار، محبت کا رشتہ نہ رکھا جائے۔

دوسرا یہ کہ مذاق اس وجہ سے بھی اڑایا جاتا ہے کہ مجھے تم سے نفرت بھی ہے اور میں تیری عزت ہوتے دیکھ بھی نہیں سکتا اور وہ مذاق اُڑا کر اُس کی عزت کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

آج کے اس دور میں لوگوں نے مذاق کی انتہا کر رکھی ہے، آپس میں محبت اور پیار کی باتیں کی جا سکتی ہیں لیکن کسی کی Self Respect کو تکلیف دینا اور کسی کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا یہ انتہائی بڑا جرم ہے کہ آپ کسی کی عزت کو اس طرح مذاق سے اچھالیں کہ اُسے سخت ناپسند ہو، حضور ﷺ نے اس بات میں ہمیشہ احتیاط فرمائی اور آپ کی ساری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی کسی کا مذاق نہیں اُڑایا، کسی حالت میں کسی کا مذاق نہیں اڑایا، ہمیشہ آپ نے پیار اور محبت کی اور دوسروں کی ذہنی حالت کا خیال رکھا ہے کہ یہ کیا سوچ رہا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لوگوں سے اُن کے درجے کے مطابق گفتگو کیا کرو

ذرا اس کی گہرائی میں جائیں !!!!

اگر تمہارے سامنے باپ آ گیا ہے تو باپ کی طرح کا لہجہ اپناؤ، تمہارے سامنے چھوٹا بھائی ہے اُس سے اُسی انداز میں محبت سے گفتگو کرو، دوست آ گیا، تمہارے سامنے حضرت صاحب آ گئے ہیں، تمہارا Boss آ گیا ہے تو ان کے ساتھ اُن کے درجے کے مطابق گفتگو کرو۔

جس کو اللہ نے پہچان دے دی ہے یہ اُس پر اللہ کا بہت بڑا کرم ہو گیا ہے کہ اُسے لوگوں کی پہچان ہو گئی ہے کہ یہ سامنے کون کھڑا ہے اس کے ساتھ میں نے کس طرح بات کرنی ہے، میرا لہجہ کیا ہو گا اس کے ساتھ، پہلے مذاق اڑایا جاتا ہے، پھر مذاق سے گالیوں تک نوبت چلی جاتی ہے، گالیوں سے ہاتھا پائی تک نوبت آ جاتی ہے اور پھر قتل و غارت شروع ہوتی ہے تو اللہ وہ دروازہ ہی بند کر رہا ہے کہ تم نے ایک دوسرے کا مذاق نہیں اڑانا ہے۔

لوگ لباس کا مذاق اڑاتے ہیں، جسم کا مذاق اڑاتے ہیں، چہروں کا مذاق اڑاتے ہیں، رنگوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ناک اور چہرے کے اعضاء کا مذاق اڑاتے ہیں تو سخت منع کر دیا کہ کوئی بھی ایسا جملہ کسی کے لئے بھی نہیں کہا جا سکتا۔

شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی اندھا ہے اُس کو اندھا نہیں کہہ سکتے منع ہے، ایک بندہ ہے اندھا ہے آپ اسے اندھا نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے لیکن آپ اسے اندھا کہہ نہیں سکتے، ایک بندہ لنگڑا ہے اس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے معذور ہے آپ اُسے لنگڑا نہیں کہہ سکتے، ایک بندہ کانوں سے بہرہ ہے آپ اُسے بہرہ نہیں کہہ سکتے ایسا کہنا منع ہے حالانکہ اُس کے اندر معذوریاں ہیں لیکن اللہ نے ایسا کہنے سے منع فرمایا، انسان کسی کے لباس کا، کسی کے چہرے کا مذاق اڑائے، کسی کی ناک کو کہے کہ یہ چپٹی ہے، کسی کے رنگ کا مذاق اڑائے، کسی کے قد کا مذاق اڑائے اللہ نے مردوں کو الگ کہا اور عورتوں کو الگ کہا اس لئے کہ عورتوں کے اندر بھی یہ چیز بہت زیادہ پائی جاتی ہے یہ لوگوں کو ناپتی ہیں اور اُن کا مذاق اڑاتی ہیں اُس سے جو سینے چھلنی ہوتے ہیں جو دل زخمی ہوتے ہیں، اُس سے جو دل ٹوٹتے ہیں اللہ کو وہ اتنا ناپسند ہے کہ اللہ نے قرآن کی آیات اتاریں کہ تم نے کسی کا مذاق نہیں اڑانا لوگوں کی Self Respect کو مجروح نہ کرو لوگوں کے دلوں کو نہ توڑو حالانکہ وہ بیچاری اس حال میں ہے تمہیں حق نہیں ہے کہ تم اُس کا مذاق اڑاؤ اُس کا رنگ اگر سانوالہ ہے تمہارا حق نہیں اُسے کچھ کہنے کا یہ میری اپنی Product ہے۔

میری اپنی Creation ہے میں نے اُسے پیدا کیا ہے اور تم یہ جملہ کہہ کر میری قدرت پر انگلی اٹھا رہی ہو تو اس کا پھر قیامت کے دن میں معاملہ میں خود بناؤں گا منع کیا گیا کہ کسی کے ساتھ ایسا جملہ نہیں بولنا۔

بعض لوگ مذاق کرتے ہیں تو اُن کے بارے میں معاشرہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو محفل کی رونق ہے یہ آتا ہے تو سارے ہنستے ہیں، بڑا زندہ دل ہے ارے زندہ دل خاک ہے لوگوں کی پگڑیاں اچھال کر، لوگوں کے رنگوں، چہروں کا، جسموں کا مذاق اڑا کر تم سمجھتے ہو کہ تم زندہ دل ہو؟!!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بعض اوقات انسان اپنے منہ سے ایسا جملہ بول بیٹھتا ہے کہ وہ اُس کی نحوست کی وجہ سے دوزخ کی تہوں میں جا گرتا ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دوزخ کی تہہ میں جا گرا ہے۔

اس جملہ کو بولنے کی وجہ سے اور اُسے لگا کہ یہ کوئی معمولی سی بات تھی میں نے کوئی کفر یہ جملہ نہیں کہا یہ جو تم نے کسی کا دل چھلنی کیا ہے یہ بہت بڑی بات ہے لوگ کہتے ہیں ہم زندہ دل، ہم تو ہنسنے، کھیلنے کے لئے مذاق کرتے ہیں تو کیا ہنسنے، کھیلنے کے لئے Self Respect کو مجروح کرنا ضروری ہے؟ اور کوئی محبت والی باتیں نہیں ہو سکتیں؟ کیا دوسروں کا مذاق اڑا کر ہی آپ ہنسنا چاہتے ہیں؟

ہمارے میڈیا پر پورے پورے چینل مذاق کے بن گئے ہیں سیاستدانوں کا مذاق ہم اڑا رہے ہیں، علماء کا مذاق ہم اڑا رہے ہیں، ماں باپ کا مذاق ہم اڑاتے ہیں، قوموں کا مذاق ہم اڑاتے ہیں، پٹھانوں کا، سرداروں کا، دادیوں، نانیوں کے لطیفے بنے ہوئے ہیں، لطیفے بنا بنا کر لوگوں نے رشتوں کی قدر ہی مار دی مذاق اڑا اڑا کر اور کہتے ہیں کہ ہم تو ہنسنے، کھیلنے کے لئے کرتے ہیں جبکہ اس سے پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو رہا ہے، پورا معاشرہ اس دلدل میں پھنستا جا رہا ہے ہم ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے جاتے ہیں نہ اُس کی عزت تمہارے دل میں رہی اور نہ تمہاری عزت اُس کے دل میں رہی دونوں ایک دوسرے کے لئے ضائع ہو گئے تو اللہ کی کوئی آیت مذاق نہیں ہو سکتی (استغفر اللہ)

یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے اللہ نے Special کہا کہ تم میں سے مردوں کی جماعت ایک دوسرے کا اور عورتوں کی جماعت ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائے عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ شاید وہ مرد اُن مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں، جس کا تم مذاق اڑا رہے ہو تمہیں کیا پتہ کہ وہ اللہ کے نزدیک کہاں پہنچا ہو؟ تمہیں کیا پتہ کہ وہ اللہ کی نظر میں کتنے بلند درجہ پر فائز ہو؟ اور تم اُس کا مذاق اڑاتے ہو **عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ** شاید وہ اُن سے بہتر ہوں۔

لوگ علماء کا مذاق اڑاتے ہیں، مولویوں کو باتیں کرتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ پھینک کر ہنستے ہیں تمہیں پتہ ہے وہ کون شخص ہے جس کا تم مذاق اڑا رہے ہو؟ اُس کا درجہ اور مقام اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ یہ بات بڑی قابلِ غور ہے اور پورے پورے چینل بنا کر لوگوں نے ذہن خراب کر دیا ہوا ہے۔

حضور ﷺ نے لوگوں کے دلوں کا بڑا خیال رکھا ہے آپ ﷺ اگر کسی سے مذاق کیا کرتے تو آپ کے مذاق میں پیار اور محبت ہوتی تھی ایک بوڑھی عورت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ!!! مجھے اونٹ عطا کیجئے آپ نے فرمایا میرے پاس اُونٹ نہیں ہے بلکہ اُونٹ کا بچہ ہے تو اُس عورت نے کہا کہ میں تو اونٹ لینے آئی ہوں بچہ لے کر کیا کروں گی اُونٹ کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اُونٹ نہیں ہے میرے پاس تو اُونٹ کا بچہ ہے، پھر جب اُس نے کہا تو حضور ﷺ کے قریب صحابہ بھی بیٹھے تھے وہ بھی مسکرا اٹھے، حضور ﷺ بھی مسکرا دیئے اور فرمایا اچھا اماں!! مجھے یہ بتایئے کون سا اُونٹ ہے جو اُونٹ کا بچہ نہیں ہے؟

سارے اُونٹ، اُونٹ کے بچے ہی ہوتے ہیں تو دیکھیں مذاق بھی ہو گیا، ہنسی بھی ہو گئی اور دل بھی راضی رہے تو ایسے مذاق کو اللہ نے پسند کیا ہے۔ دوستوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی تحقیر کرتے رہنا اور ایک دوسرے کے قدوں کا، جسموں کا رنگوں کا مذاق اڑا کر سمجھنا کہ ہم بڑا Enjoy کر رہے ہیں اندازہ کریں اللہ کی بارگاہ میں کہاں تک بات گئی ایسا نہیں کرنا چاہیئے تو حضور ﷺ نے ہمیشہ محبت اور پیار کیا۔

ایک صحابی آئے کہا میرا بیٹا گم ہو گیا ہے اور دو دن سے تلاش کر رہا ہوں ارشاد فرمایا جاؤ دعا کرتا ہوں تمہارے لئے، حضور ﷺ نے دعا کر دی تو وہ جانے لگے تو ایک اور صحابی قریب تھے اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے دیکھا ہے اس کا بیٹا فلاں باغ میں کھیل رہا ہے اور شاید اس کی نظر وہاں نہیں گئی، شاید یہ وہاں گیا نہیں ہے وہ بڑا خوش ہوا اور دوڑ کر دروازے کی طرف گیا حضور ﷺ نے اُسے واپس بلا لیا اور فرمایا اے میرے صحابی میری بات غور سے سُن لے تو وہاں جائے گا تیرا بچہ تجھے نظر آئے گا تم اُسے بیٹا کہہ کر نہ بلانا فرمایا حضور!!! بیٹا نہ کہوں تو کیا کہوں گا؟ فرمایا اس لئے بیٹا کہنے سے منع کیا ہے کہ ہو سکتا ہے وہاں کوئی یتیم بچہ کھیل رہا ہو اور تیرا بیٹا کہنا اُس کے دل کو چھلنی نہ کر دے کہ میرا بھی باپ ہوتا تو مجھے بیٹا کہہ کر بلاتا تو خبردار!!! تم نے بیٹا نہیں کہنا بلکہ تم نے نام لے کر بلانا ہے جو نبی اس حد تک دلوں کا خیال رکھتا ہو، جو نبی اس حد تک جذبوں کا خیال رکھتا ہو ہم بھی اُسی کے اُمتی ہیں ہمیں بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اللہ نے ان مذاق والے معاملات سے عورتوں اور مردوں دونوں کو منع کیا ہے

وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلۡأَلۡقَٰبِ

ایک دوسرے پر عیب نہ لگایا کرو اور نہ ہی برے القاب سے ایک دوسرے کو بلایا کرو

برے لفظ سے کسی کو بلانا الٹا نام بولنا اور اس بات کی طرف اللہ نے توجہ دلائی کہ میں نے اتنے پیارے پیارے نام تمہیں دیئے ہیں اور تم اتنے عجیب نام سے بلاتے ہو اور اُس نام کی دھجیاں بکھیر دیتے ہو حالانکہ میں نے تو بڑا عزت والا نام تمہیں دیا ہوا ہے مثلاً رشید کو چھیدا کہہ دینا، معراج کو ماجہ کہہ دینا، عباس کو باسو تو یہ عجیب وغریب سے جو نام لوگوں نے بنا لیئے اُس سے جو تحقیر ہوتی ہے اور اُس نام کی اذیت اُس شخص کے دل میں اترتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

تمہارے نام کا اثر تمہاری شخصیت پر پڑتا ہے

لہٰذا نام اچھا بولو بزرگوں نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کوئی تم سے پیار محبت کرے تو اُس کو اچھے نام سے بلاؤ، محبت سے بلاؤ، صاحب کہہ کر بلاؤ، صاحبہ کہہ کر بلاؤ تم دیکھو گے کہ اُس کے ساتھ تمہارا پیار بن جائے گا کیونکہ ہر بندہ اپنے نام کو پسند کرتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر نیا پن سولوگوں کو دیں اور اُن سے کہا جائے کہ ذرا چیک کریں کہ کیسا لکھتا ہے تو اُن میں سے 99 اپنا نام لکھ کر چیک کریں گے اپنے نام سے لوگوں کو اتنی محبت ہوتی ہے اسی طرح باپ بھی بیٹے کو الٹے نام سے بلاتا ہے اسی طرح گھر والوں نے بھی عجیب وغریب نام رکھے ہوئے ہیں بچی کا نام فاطمہ ہے اور اُسے چڑیا کہتے ہیں اتنا پیارا نام ہے اور تم کیا کہہ رہے ہو تو یہ عجیب وغریب ناموں سے پکارنے کا ایک جو سلسلہ لوگوں نے رکھا ہوا ہے یہ ہمارے اسلام کا قاعدہ نہیں ہے اسلام اس کو ناپسند کرتا ہے اور اگر محمد علی نام ہے تو اُس کو پورے نام سے پکاریں، پیار سے بُلائیں اور اگر حضورﷺ کے ناموں پر نام ہے تو پھر تو بڑے پیار اور محبت سے بُلائیں احمد اور محمد حضورﷺ کے نام ہیں تو لہٰذا ان ناموں کو پیار اور محبت سے بُلانا چاہئے۔

کسی کے عیب کا ذکر نہ کرو لوگوں کے عیبوں کو چھپاؤ، کسی سے بیان نہ کرو

حضورﷺ نے فرمایا:

''اگر کوئی دوسروں کے عیبوں کو کھولے گا اللہ اُس کے عیب دنیا کے آگے کھول دے گا''

عیب نہ ڈھونڈو پتہ نہ کرو اور اس طرح کے کام نہ کرو پھر فرمایا:

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ

کتنا ہی بُرا نام ہے مُسلمان ہو کر فاسق کہلانا

تمہیں پتہ ہے کہ تم کس نبی کے اُمتی ہو؟ تم محمدﷺ کے اُمتی ہو تم اُن کی اُمت میں شامل ہو چکے ہو تم مُسلمان ہو چکے ہو اور اگر کوئی مسلمان ہو کر تمہیں فاسق کہے تو تم اپنا ہی بتاؤ تمہارا دل اُسے کیسے برداشت کرے گا تم حضورﷺ کی طرف دیکھو کہ وہ نبی کتنے اعلیٰ اخلاق والے ہیں، اُس کے اخلاق کتنے بلند تھے، اُس نے محبت سے ہی تو لوگوں کے دل جیتے ہیں، پیار سے ہی تو لوگوں کے دل جیتے ہیں۔

ہمارے بہت سارے سٹوڈنز University میں بچیاں اور بچے اس بات پر گواہ ہیں کہ نماز روزہ اُس بات پر کوئی اعتماد نہیں سارا اعتماد محمد جیسے اخلاق پر ہے، سارا اعتماد حضورﷺ جیسے اخلاق پر ہے اُن جیسے اخلاق سے لوگ بدلتے ہیں بہت سارے ایسے ہمارے بچے ہیں جب اُن سے پوچھا کس طرح آئے ،کس طرح ہماری بیعت کی، کیسے شوق پیدا ہوا تو یہی جملہ سُننے کو ملا حضرت آپ کے پاس آئے تھے آپ سے بات کی تھی اور آپ نے اتنے پیار سے سر پر ہاتھ رکھا کہ کبھی باپ نے بھی ایسے ہاتھ نہیں رکھا اتنی محبت سے ہاتھ رکھا ہمیں نہیں پتہ کہ آپ نمازی ہیں کہ نہیں؟ کتنے نفل پڑھتے ہیں، آپ نے کتنی قرآن کی آیات یاد رکھی ہیں یہ ہمیں نہیں پتہ ہے بس ایک بات ہے ہمیں محبت بہت ملی ہے، پیار بڑا ملا ہے یہ اصل بات ہے۔

مسخر ساری دنیا سیدُ الابرار نے کرلی

کچھ اُن کے خُلق نے کچھ اُن کے پیار نے کرلی

اللہ ان آیات میں اخلاق سکھا رہا ہے کہ تمہیں کوئی مسلمان ہو کر فاسق کہے تو کیا کہو گے تمہیں یقیناً برا لگے گا، ان حرکتوں سے باز آؤ نہ کسی پر عیب لگاؤ، نہ کسی کو برے لقب سے بلاؤ اور نہ کسی کے عیبوں کے پیچھے پڑو اور نہ کسی کا مذاق اُڑاؤ۔

وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

پھر فرمایا جو لوگ باز نہیں آئیں گے وہ لوگ بڑے ظالم ہیں ایسے ظالم لوگ ہیں کہ اُنہیں شرم نہیں آتی اور میں رب ہو کر اُنہیں منع کرتا ہوں کہ یہ کام نہیں کرنا۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ

پھراللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے مخاطب ہوئے کہ بدگمانیوں سے باز آجاؤ

بدگمانی کسے کہتے ہیں؟

بدگمانی کہتے ہیں کسی کے لئے دل میں براخیال لانا،کسی کے لئے دل میں بری سوچ رکھنا۔

اللہ فرمارہاہے کہ باز آجاؤدوررہاکروبدگمانیوں سے اِنَّ الظَّنِّ اِثْمٌ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں تم اپنے ذہن کولوگوں کے لئے صاف رکھو،اچھا گمان رکھو لوگوں کے لئے ،لوگوں کے لئے اچھاذہن رکھوآج ہمارامعاشرہ بدگمانیوں کی لپیٹ میں ہے ہر بندہ بدگمان ہے،عوام سیاستدانوں سے بدگمان ،سیاست دان عوام سے بدگمان،ساری عوام پولیس سے بدگمان ،پولیس عوام سے بدگمان،سارے ملکررشتہ داروں سے بدگمان،دوستوں سے بدگمان،اولاد ماں باپ سے بدگمان،ماں باپ اولاد سے بدگمان ہرایک دل میں کِند(بغض)رکھ کربیٹھاہواہے کہ صحیح نہیں ہورہامیرے ساتھ زیادتی ہورہی ہے فلاں بھی غلط بندہ،فلاں بھی غلط بندہ،فلاں بھی غلط.......

کسی بزرگ نے اپنے بیٹے سے کہابیٹا!!علماءکرام کے پاس جایاکروتوصاحبزادہ نے کہاابا جان کوئی ہے ہی نہیں اس طرح کا عالم،میری نظر میں کوئی نہیں ہے اس لئے میں نہیں جاتاتواُس کے باپ نے بڑی پیاری بات کہی اُس نے کہابیٹااگرتم دُنیامیں فرشتہ ڈھونڈوگےتوتمہیں کوئی بھی نہیں ملے گا۔

اچھی بات دیوار پربھی لکھی ہوتوقبول کرلو

لوگ بدگمانیاں پال کربیٹھے ہیں کہ فلاں وی غلط،فلاں وی غلط بس میں کا رای چنگا آں

او بھائی جاؤتوسہی ،بیٹھوتوسہی،جاکردیکھوتوسہی،اندازہ توکرومعاملہ تودیکھواُس کے بعدفیصلہ ہوجائے گاتوکہازیادہ ترلوگ بدگمانیوں سے مارے جاتے ہیں اور ہماراتوعجیب معاملہ ہے ہم کسی کوخوشحال دیکھیں گے،کسی کی اچھی داڑھی دیکھیں گےاُس کی لشکتی ،چمکتی ہوئی Prado دیکھیں گے Pjaro دیکھیں گے تو فوراًذہن میں آئے گاکہ لگداااے ایہہ حلال نہیں حرام ای اے،حرام کھانداااے ایہہ بندہ اورکسی کی خوبصورت کوٹھی باہر سے ہی دیکھ کرکہیں گے کہ لگدا اے ہیئر ون ویچ کے ایہہ کوٹھی بنائی اے۔ہماری سائیکی میں بدگمانیاں ہیں ہماری فطرت میں بدگمانیاں گھسی ہوئی ہیں اوہ بھائی!!تم یہ کیا کہہ رہے ہواگر یہ سارے حلال نہیں ہیں تو پھرتو دنیاہی دودن میں تباہ وبرباد ہو

جائے گی اتنا حرام نہیں پھیل سکتالیکن ہر بندہ بدگمان ہےتوفرمایابعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں تم جیسے ہی خیال دل میں لاؤگےتوگناہ شروع ہوجائے گاکیوں سوچاتم نے اُس کے لئے ایسا؟

حضورﷺ نے فرمایا:

’’جواللہ کے ساتھ جیسا گمان رکھتاہے اللہ اُس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا‘‘

اس حدیث میں اللہ نے ہمیں کامیابی کی چابی دے دی تم جواللہ کے بارے میں سوچتے ہواللہ تمہارے ساتھ وہی کرتاہے تم گمان رکھتے ہوکہ میرارب میرے ساتھ یہی کرے گاجوتم سوچ رہے ہوہوناوہی ہے اور حضورﷺ نے 100% درست کہاہے جتنے فیل لوگ ہیں انہوں نے کبھی اپنے رب سے اچھی توقع ہی نہیں رکھی یہ اندرہی اندرفیل ہونے کا خوف دل میں رکھتے ہیں میں تاں نہیں پاس ہوسکدا،میں نہیں پاس ہوسکدا....وہ واقعی فیل ہوجاتاہےاوراگروہ کہے

انشاءاللہ میں پاس ہو جاؤں گا، میں پاس ہی پاس تو اللہ اُسے اسی راستے پر ڈال دیتا ہے میرا بندہ جو میرے بارے میں سوچ رہا ہے ویسا ہی ہونا چاہئے ،میرے ساتھ جو اُس کی سوچ ہے وہ صحیح ہو، 100% آپ اللہ کے ساتھ جو سوچیں گے ویسا ہی ہو گا تو بڑے بڑے کامیاب لوگ اسی اصول سے کامیاب ہوئے۔

حضورﷺ اللہ کے بارے میں کیسا گمان رکھتے ہیں کہ فرمایا:

''تم میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج بھی رکھ دو تو میرا رب میرے دین کو پھیلا کر چھوڑے گا''

میرا گمان اُس کے ساتھ بہت بڑا ہے تم اس دین کو نہیں روک سکتے میرا رب اس دین کو پھیلا کر چھوڑے گا اتنا اعلیٰ گمان تھا حضورﷺ کا اللہ کے بارے میں ،ہم نے کبھی اللہ سے گمان نہیں لگایا ہمارا گمان پیسوں پر ہے یا دعاؤں پر ہے، پیسہ اور دعا کچھ بھی نہیں ہے اللہ کے ساتھ بندہ کا ایک خاص تعلق ہوتا ہے وہ خاص تعلق انسان کو کامیاب کرواتا ہے اور کچھ نہیں یہ گمان ہی ہے۔

آپ حضورﷺ کے بارے میں گمان رکھیں کہ میرا نبی مجھے دیکھ رہا ہے، میرا نبی مجھے ملاحظہ کر رہا ہے تو حضور ویسے ہی ہو جائیں گے آپ کے ساتھ تو فرمایا اچھے گمان رکھا کرو۔

حضورﷺ نے فرمایا:

''اگر تمہیں کسی کے بارے میں کوئی بھی اچھی شے پتہ نہ چلے تو اپنی عقل کا قصور جانو اور کہو مجھے علم نہیں ورنہ بندہ اچھا ہی ہے''

اسکے بارے میں برا گمان نہ کرو بلکہ یہ کہو اُس کے اندر جو اچھی چیزیں تھیں مجھے اُن کا پتہ نہیں چلا کوئی خوبی بھی ہے اس کے اندر....آپ اندازہ کریں ہماری سوچ کا زاویہ حضورﷺ کدھر پھیر رہے ہیں ہم دن رات عیبوں اور برائیوں کو ہی دیکھتے رہتے ہیں

حضورﷺ نے فرمایا:

''جس کے اندر تم سو عیب دیکھو اُسے چھپا جاؤ اور جس میں تم ایک خوبی دیکھو اُسے ظاہر کرو''

اُس کی نیکی کو آگے بتاؤ سائرن بن جاؤ اُس کے لئے ،سپیکر بن جاؤ اُس کی نیکی والا معاملہ ہر بندہ کو بتاؤ ہاں اُس کے سو عیب دیکھو اُن پر پردہ ڈال دو نہ بتاؤ ،چپ ہو جاؤ اُس کے لئے اچھا گمان رکھو کہ اللہ کا بندہ ہے اللہ توبہ کی توفیق دے گا اور اگر تمہارے سامنے کوئی سو قتل بھی کر گیا تو پھر بھی یہی کہیں کہ اے اللہ!! اگر یہ توبہ کر گیا تو بہت بڑا ولی بن سکتا ہے۔

وَّ لَاتَجَسَّسُوا

پھر فرمایا جاسوسی نہ کیا کرو لوگوں کی ٹو میں نہ لگا رہا کرو کہ پتہ کرو یہاں کیا ہو رہا ہے، اندر کیا ہو رہا ہے، ایسا نہ کرو کسی کی جاسوسی نہ کرو جس چیز کا تمہیں علم نہیں اُس رستے پر نہ جاؤ، جس گاؤں جانا نہیں اس کا راستہ بھی نہ پوچھو، ضرورت کیا ہے تمہیں کہ ٹو میں لگے رہنا اور عیبوں کا پتہ کرنا پوچھنا کہ کیا ہوا تھا یہاں کل؟ ادھر کیا ہوا تھا؟

اللہ معاف فرمائے آج ہمارا جو میڈیا ہے وہ یہی کام کر رہا ہے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کے عیب نشر کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں زہر بھرتے ہیں ،لوگ زہریلے ہو گئے ہیں، لوگ ذہنی مریض ہو گئے Heart Attack کا شکار ہو گئے ان کی جاسوسیوں کی وجہ سے آج فلاں اداکارہ کا Scandel آ گیا ہے

،آج فلاں پیر صاحب کا Scandel آ گیا ہے، آج فلاں کی جاسوسی ہوئی ہے کس حد تک زہر اُنڈیلا جا رہا ہے جاسوسیاں کر کے، پورے معاشرے کی ایسی کی تیسی پھیر رہے ہیں یہ بد بخت اور روٹی کے چند ٹکڑوں کے لئے، جو نوکریاں ملی ہوئی ہیں جو Aids آتی ہیں اُن کے پیسوں کو لینے کے لئے چینلز پر چلا رہے ہیں لوگوں کی عزتیں اچھال رہے ہیں جاسوسیاں کر کے جناب آج عمران خان کی فلاں خبر سامنے آ گئی ہے، الطاف حسین کی یہ بات سامنے آ گئی ،زرداری صاحب فلاں کمرے میں فلاں عورت کے ساتھ تھے اس سے کیا ہوگا اس سے صرف نفرت اور نحوست پھیلے گی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم کسی کے عیب کے پیچھے پڑو گے تو تم اُسے برا کر کے چھوڑو گے''

اب تو وہ نیک نہیں ہوسکتا، اب وہ برا بنے گا کیونکہ تم نے اُس کا عیب نشر کر دیا ہے اُس کے عیب کو لوگوں کے سامنے بیان کر دیا ہے اُس نے کہا اب رہ کیا گیا ہے جو عزت خراب ہونی تھی ہوگئی ہے اب دو بندے اور مارو، چھ لوگوں کی اور عزت اتارو اب اور آگ لگاؤ معاشرے میں میرا تو کچھ رہا نہیں، تو حضور ﷺ فرما رہے ہیں جس کی جاسوسی کرو گے اُس کو تم برا بنا کر چھوڑو گے لوگوں کے عیب نشر نہ کرو اُن کا خدا اُوپر بیٹھا ہے وہ خدا حساب کرنے کے لئے ہے وہ خود ہی حساب کر لے گا، تو خدا نہ بن لوگوں کا، تو لوگوں کے اُوپر ٹھیکیدار نہ بن تو اُس خدا پر چھوڑ۔

وَلَا يَغْتَبْ

ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو

غیبت اور بہتان میں فرق:

غیبت یہ ہے کسی میں عیب تھا آپ کو اُس کے عیب کا علم ہوا اور آپ نے اُس کا عیب اُس کی غیر موجودگی میں بیان کر دیا وہ موجود نہیں تھا کہیں دور تھا آپ نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور آپ نے اُس کا عیب کسی کو بتا دیا کہ اس کے اندر یہ برائی ہے یہ شراب پیتا ہے، یہ جھوٹ بولتا ہے، یہ بندہ فلاں گناہ کرتا ہے ،یہ نماز نہیں پڑھتا اور اُس کے اندر کوئی عیب تھا چاہے وہ دینی ہے یا دنیاوی ہے بتا دیا۔

اگر اُس کے اندر وہ عیب نہیں تھا اور تم نے خود سے گڑھا، خود سے Plant کیا اور خود سے اپنی سوچ کے ساتھ اُسے بُنا اُسے لوگوں کے آگے بیان کر دیا یہ بہتان ہے۔ **غیبت عیب ہوتا ہے تو بیان ہوتا اور بہتان عیب نہیں ہوتا تو بیان ہوتا ہے یہ دونوں ہی اللہ کے نزدیک بہت بڑے جرم ہیں۔**

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

کیا کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے

مثلاً اگر مردہ بھائی کی لاش پڑی ہو اور وہ اندر سے چھری لا کر اُس کا کندھا کاٹ کر اپنے مُنہ میں بغیر پکائے ہی چبانا شروع کر دے تو یہ کتنا گندہ عمل ہے تو کیا کوئی یہ پسند کرے گا کہ اُس کی بھائی کی لاش ہو اور وہ اُس کی پنڈلی سے گوشت نکال کر کھانا شروع کر دے؟ کوئی نہیں پسند کرے گا تو غیبت کرنا ایسے ہی ہے۔حضور ﷺ کے پاس دو عورتیں آئیں اور اُنہوں نے اپنا مرض بیان کیا کہ ہمارے ساتھ یہ مسئلہ ہے ہمارے پیٹ میں درد ہے حضور ﷺ نے نظرِ باطن سے ملاحظہ کر لیا اور فرمایا دونوں اپنے اپنے حلق میں انگلی مارو، انگلی ماری تو قہہ میں گوشت کے ٹکڑے باہر نکلے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے کسی بہن یا بھائی کی غیبت کی ہے تو اُس کا یہ اظہار ہوا ہے۔

یہ تو حضورﷺ نے اپنے معجزے سے دکھا دیا تو سوچیں ہم دن میں روز کتنے گوشت کے ٹکڑے کھاتے ہیں اس گناہ کی مثال ایسے ہے جیسے لوٹے کا پیندہ ٹوٹا ہوا ہو اور اُس پیندے سے نیکیاں ضائع ہو رہی ہوں ،تمہارے درس ،تمہارے ذکر سارے کے سارے اس پیندے سے باہر نکل رہے ہیں ،ضائع ہو رہے ہیں اور کچھ بھی نہیں مل رہا اور زندگی اُسی طرح گندی کی گندی بے سکون ،اُسی طرح وہ رونا اور پیٹنا ،اُسی طرح رزق کی تنگیاں ،اُسی طرح گھر میں مار کُٹائیاں چل رہی ہیں کیوں ؟؟؟ کیونکہ وہ نیچے پیندہ ٹوٹا ہوا ہے اس چیز کو لوگ Borther ہی نہیں کرتے یعنی یہ گناہ ہی نہیں ہے صبح سے شام تک ایک سو لوگوں کی غیبت کرنا ان عورتوں کی عادت ہے کہ فلاں ساس نے ،فلاں بہو نے ،فلاں کی بیٹی نے ،میری چچی نے یہ بات کی ہے ،فلاں میرے بھتیجے نے یہ بات کی ہے ساری دُنیا کی برائی کر کے تم حج پہ جاؤ گی تو تمہیں کعبہ سے کیا ملنا ہے۔

ہر بندہ کے عیبوں کو اچھالنا لوگوں کی پسندیدہ عادت ہے ،لوگوں کو کھانا ہضم نہیں ہوتا جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کر لیں ،کھانا ہضم کرنے کے لئے چند لوگوں کے عیب بیان کرنا اُن لوگوں کی فطرت ہے ،پیٹ میں مڑوڑ اٹھتے رہتے ہیں جب تک وہ بیان نہ کر لیں کہ آج مجھے فلاں عیب کا پتہ چلا ہے عیب بتانے کے لئے رات بارہ بجے فون کر کے بھی بتانا پڑے تو بتاؤں گی اُس وقت تک سو نہیں سکتی جب تک عیب نہ بتاؤں گی۔

تو کیا فائدہ تمہاری نیکیوں کا ،قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے اور سچ پوچھیں تو لوگ روزانہ کم از کم ایک لاش روز کھاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں پتہ نہیں میری زندگی میں سکون کیوں نہیں ہے ،حضرت صاحب کوئی وظیفہ تو دیں ،کوئی پھونک ماریں ،کوئی ہمارے لئے دعا کریں دعا تم لوگوں کے لئے خاک کریں سارا دن لوگوں کے عیب کر کر کے کچھ چھوڑا ہی نہیں اور سمجھتے ہو کہ نمازوں سے وظائف سے کچھ ہوگا ،کچھ نہیں ہوگا۔

یہ ہے اصل اسلام کہ کسی کی غیبت نہ کرو اور جو اس غیبت سے بچے گا وہی اصل مسلمان ہے۔اگر کوئی انسان الاعلان بُرا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ کیسا ہے تو پھر تم اُس کی بات بیان کر سکتے ہو کیوں کہ لوگوں کو پتہ ہے کہ یہ کیسا ہے لوگ پہلے ہی جانتے ہیں تو اُس کے عیب بیان کرو تا کہ لوگ بچ جائیں اور اگر وہ چھپا ہوا ہے اُس کے عیبوں کا کسی کو پتہ ہی نہیں تمہیں اُس کے عیب کا پتہ چل گیا ہے اب اُس کے عیب کو نشر نہیں کرنا ہے اُس نے پردہ رکھا ہے تو تمہیں بھی چاہئے کہ تم اُس کا پردہ رکھو اللہ بھی ستارُ العیوب ہے اللہ عیبوں کو چھپانے والا ہے تو تمہیں چاہئے کہ تم اُس کے عیب کو چھپا جاؤ کیونکہ اُس نے خود بھی چھپایا ہوا ہے ہاں اگر کوئی رشتہ کے لئے پوچھے تو تمہیں اجازت ہے کسی نے پوچھا فلاں کے خاندان کے بارے میں بتاؤ ،فلاں لڑکا کیسا ہے میری بچی ہے میں نے اُس کا رشتہ کرنا ہے تو وہاں سچ بولو اگر کوئی عیب پتہ ہے تو بیان کر دو تا کہ وہ لوگ پریشان نہ ہوں اور اُن کا معاملہ خراب نہ ہو اُن کے لئے اجازت ہے۔

اسی طرح ملک کی سلامتی کے لئے کسی دوسرے ملک کی جاسوسی کرنا اسلام نے اس کی اجازت دی ہے کہ وہ لوگ اس وقت کیا تیار کر رہے ہیں کونسا اسلحہ بنا رہے ہیں ،کونسا ایسا کام کر رہے ہیں کہیں ہمیں نقصان نہ ہو جائے تو اسلام نے اس کی اجازت دی ہے لیکن معاشرے کے اندر جو جاسوسیاں ہیں ،دوسرے کے عیبوں کو پتہ کرنا اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ

اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اگر توبہ کرو گے تو اللہ بخشنے والا ہے ،اللہ سے معافی مانگو

مثال حضرت صاحب کی زندگی سے:

ایک دن ہم اپنے حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ فرمایا: بیٹا آپ کو پتہ ہے ہم آپ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں ،بڑا پیار ہیں ہمیں آپ سے میں نے کہا نہیں حضور مجھے نہیں پتہ فرمایا ہم آپ سے اس لئے نہیں محبت کرتے کہ آپ بہت زیادہ نمازی ہیں ،یا آپ بہت اچھی نماز پڑھتے ہیں یا آپ بہت

اچھا درس دیتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے یہ سارے کر لیتے ہیں یہ اور بات ہے ہم آپ سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی کسی پیر بھائی کی شکایت ہمیں نہیں لگائی، آپ نے کسی کا عیب ہمیں نہیں بتایا حالانکہ آپ سارا دن اُن کے ساتھ بیٹھتے ہیں، کہاں کہاں گند کھاتے ہیں، کیا ظلم اور زیادتیاں کرتے رہتے ہیں، کہاں کہاں برائیاں کرتے ہیں لیکن آپ نے اتنے سال کبھی بھی کسی کی برائی کا ذکر نہیں کیا اور آپ کی یہ عادت مجھے سب سے زیادہ پیاری لگتی ہے یہ قدرتی بات تھی کہ میرے اندر یہ وصف موجود تھا اللہ نے یہ خوبی عطا کی تھی اور آج بھی ہے۔

کسی کا عیب نہ بتانا بہت بڑی نیکی ہے بلکہ آپ کو کسی کا عیب پتہ چلا تو اُس کو اچھا Paint کریں دوسروں کے آگے کہ نہیں یہ اچھا انسان ہے، بندہ نیک ہے، کوئی بات نہیں ٹھیک ہو جائے گا Positive بات کریں اُس کے بارے میں اور یہی چیز ہمارا Criteria بھی ہے ہم بھی اسی Criteria پر چلتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی دیکھتے رہتے ہیں کہ جو اس طرح کا ہوتا ہے اُسی کو برکتیں نصیب ہوں گی اور جو سارا دن لاش کھاتا رہے اُسے نماز روزہ سے کیا حاصل ہونا ہے؟ اُسے وظائف سے کیا حاصل ہونا ہے، اُسے حضرت کی توجہ سے کیا فائدہ حاصل ہونا ہے؟ فرمایا باز آ جاؤ اس بری عادت سے

يَآَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور خاندان اس لئے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو

عرب کا پورا معاشرہ شدید نسلی تفاخر میں بٹا ہوا تھا یہ لوگ اپنی ذاتوں پر بہت فخر کرتے تھے اپنے قبیلوں کے لئے جان دینا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا اپنے باپ کے لئے، اپنی ماں کے لئے، اپنے خاندان کے لئے یہ نسلوں کی نسلیں قتل کر دیا کرتے تھے اور یہ لوگ اس کے لئے کسی کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے اور ان کے خون کے اندر لڑائیاں تھیں اس بات پر کہ اس نے میرے قبیلہ کو گالی کیوں دی ہے، اس نے میری ذات کو برا کیوں کہا ہے۔ نسلی تفاخر اللہ نے اس آیت سے ملیا میٹ کر دیا، اللہ نے روند دیا نسلی تفاخر کو کہ یہ جو تم قوموں اور قبیلوں کو فخر کرتے ہو کہ میں بٹ ہوں، میں جٹ ہوں میں چیمہ، میں چٹھہ، میں شیخ، میں ملک، میں چوہدری یہ جو تم فخر کرتے ہو آؤ میں تمہیں تمہاری اوقات دکھاؤں

تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا

آدم اور حوا سے تم دونوں پیدا ہوئے اور تمہیں قبیلوں میں اس لئے بانٹا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو کہ یہ خاندان بٹوں کا ہے، یہ شیخوں کا ہے، یہ محلّہ مغلوں کا ہے، وہ جو شہر ہے اُس میں زیادہ تر جٹ رہتے ہیں یہ تو ہم نے اس لئے بنائے تا کہ تمہیں پہچان کرنے میں، تحقیق کرنے میں آسانی ہو، تمہیں آنے جانے میں آسانی ہو اور تم نے گولی مار کر ایک دوسرے کو اڑانا شروع کر دیا ہے، ایک دوسرے کو رگڑنا شروع کر دیا ہے اور بندے کو بندہ نہیں سمجھتے ہو تم نسلی تفاخر میں پڑ گئے ہو تو اللہ نے اس آیت میں نسلی تفاخر سے ساری کی ساری فصلیں جو اندر اُگی ہوئی تھیں اُنہیں کاٹ دیا کہ تمہاری کوئی اوقات نہیں اور یہ قومیں، یہ قبیلے صرف تمہاری پہچان کے لئے ہیں اس سے آگے ان کا کوئی تعلق نہیں ہماری بیٹیاں گھروں میں بوڑھی ہو جاتی ہیں صرف اس لئے کہ ہم نے اپنی ذات میں شادی کرنی ہے، میری بیٹی میری ذات سے باہر نہیں جائے گی ہم پسند ہی نہیں کرتے، ہم بڑے خاندانی لوگ ہیں اوہ!!! خاندان کونسا ہے تیرا، کس کا خاندان؟؟؟

خاندان صرف ایک ہے اور وہ صرف محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، سید لوگ صرف قابلِ عزت ہیں باقی سارے کسی کافر سے ہیں، کسی نہ کسی کافر سے مسلمان ہوئے تھے، اُن کے باپ دادا نے کلمہ پڑھا تھا اور اُنہوں نے اسلام قبول کیا سارے تو نسلاً مسلمان نہیں تھے۔

مسلمان صرف حضور ﷺ کا گھرانہ ہے

حضورﷺ کا گھرانہ آدم سے لے کر قیامت تک مسلمان رہے گا باقی کوئی خاندان نہیں اور لوگ کہتے ہیں ہم خاندانی ہیں، بیٹیاں گھروں میں بوڑھی کر کر کے بٹھائے رکھتے ہیں اور 35 سال سے اُن کی شادیاں ہی نہیں ہوئیں صرف اس لئے کہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنی برادری میں ہی کرنی ہے یہ قرآن کا ،اسلام کا اصول نہیں ہے، یہ بیڑیاں ہم نے خود اپنے پاؤں میں باندھی ہیں، حضورﷺ نے ایسا کب کیا آپﷺ کی چار بیٹیاں تھیں تین صاحبزادیوں کی شادیاں قبیلے سے باہر کی اور ایک صاحبزادی کی شادی اپنے قبیلے میں کی۔

حضورﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی عزت دار ہوسکتا ہے؟ حضورﷺ سے بڑا بھی کوئی خاندانی ہوسکتا ہے؟ اور اپنی شادیاں بھی دوسرے قبیلوں میں فرمائیں صرف ایک یا دو شادیاں اپنے قبیلے میں فرمائیں حضورﷺ نے 11 شادیاں فرمائیں یہ ہم نے بیڑیاں باندھ کر اپنی بیٹیوں کو کیوں بوڑھا کرنا شروع کر دیا ہے؟ صرف اس ناک کے لئے یہ ناک لوگوں نے کبھی بھی نہیں رکھی، لوگ تو تیری ناک کبھی بھی نہیں رکھیں گے، لوگ کبھی بھی خوش نہیں ہوتے، خاندان خوش نہیں ہوسکتا، تم اُنہیں کتنا ہی خوش کیوں کرلو۔

اور اگر تمہیں اپنے ہی خاندان میں اچھا زوج مل جائے، اچھا بچہ ہے، سمجھدار، پڑھا لکھا ہے، برسرِ روزگار ہے، مُنہ متھے لگتا ہے، اچھا ہے اپنے خاندان میں ہے تو اپنے خاندان میں کرلو یہ بہتر ہے لیکن اگر نہیں ہے تو یہ ظلم ہے بیٹیوں کو گھروں میں بٹھائے رکھنا اور صرف اپنے خاندان کو سر پر اٹھائے رکھنا یہ کہاں کا انصاف ہے ہم نے تو قومیں اور قبیلے صرف تمہاری پہچان کے لئے بنائے تھے، تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟ تمہاری حیثیت کب بنے گی؟ اللہ نے فرمایا تمہاری حیثیت اُس وقت بنے گی جب تم تقویٰ اختیار کروگے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ

اللہ کے ہاں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے

اللہ کے ہاں وہی عزت والا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے، مجھ سے ڈر کر زندگی گزارتا ہے، میری محبت اُس کے دل میں ہے، تقویٰ والا ہے بس وہ میری نظر میں عزت والا ہے باقی بٹ، چٹھہ، چیمہ مجھے قطعاً ان سے سروکار نہیں میری نظر میں ان کی کوئی Value نہیں۔

جب بلال حبشی کعبہ کی چھت پر چڑھایا گیا تھا تو حضورﷺ نے اُس وقت بھی کعبہ کے اُوپر ایک غلام کو چڑھا کر ساری دنیا کو یہ مثال پیش کر دی کہ اگر عزت ذاتوں سے ملتی ہے تو دیکھو میں نے غلام حبشی کو کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا، ایک غلام ہو کر جس کی کوئی ذات نہیں تھی، جس کی کوئی نسل نہیں تھی، جس کا کوئی خاندان نہیں تھا، جس کا کوئی نہ آگے پیچھے تھا حضورﷺ نے اُسے کعبہ کی چھت پر کھڑا کر دیا اور تم خاندانوں کی بیڑیاں پہن کر اپنے آپ کو خود ہی پریشان کر رہے ہو نہ میں نے تمہیں کوئی ایسا حکم دیا نہ قرآن نے دیا، خود ہی تم لگے ہو لہٰذا آج تو پڑھے، لکھے اور سمجھدار لوگ ان باتوں سے نکل چکے ہیں وہ کہتے ہیں اچھا بندہ کہیں بھی ملے، کسی بھی جگہ ملے، چاہے کسی بھی ذات کا ہو لیکن اُس کا چال چلن، فیملی اچھی ہو تو کوئی حرج نہیں لوگ اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس پر عمل ہوگا تو ہی ہمارے معاشرے میں امن اور سکون پیدا ہوگا۔

اللہ فرمارہا ہے میری بارگاہ میں عزت تقویٰ سے ملے گی میری بارگاہ میں بڑا ہونا چاہتے ہو، میرے دربار میں بلندیاں چاہتے ہو تو تمہارا خاندان تمہیں بلند نہیں کرسکتا۔ قرآن نے خوبصورت اصول دے کر غریبوں کے دل رکھ لیے، اللہ نے غریبوں کے دل رکھ لیے کہ غریبو!!! پریشان نہیں ہونا تم جس کسی خاندان سے ہو، بس میرے در پر آ کر سر جھکا دو میں تمہیں عزت والا بنا دوں گا، عزت تمہیں میری بارگاہ سے ملے گی۔

اصل عزت اللہ کی بارگاہ سے ہے اور اصل ذلت اللہ کی بارگاہ سے ہے

قرآن پاک کی ان آیات سے اللہ کا جو نور ہمیں نصیب ہوا اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ نے ہمیں تقویٰ عطا کیا اور ہمیں ایک پیمانہ عطا کیا، ایک بیرومیٹر عطا کر دیا کہ ہم چیک کر سکیں کہ ہم اللہ کے ہاں کس درجے پر ہیں اللہ نے اپنے بندوں کو آگاہ کر دیا کہ اگر تم میرے ہاں درجے چاہتے ہو تو وہ صرف تقویٰ سے تمہیں حاصل ہوں گے اللہ کے ہاں رحمتیں اور کرم اُسی کو ملتے ہیں جو تقویٰ والا ہے آج کے دور میں اگر کوئی کامل شیخ ہے تو وہ بھی اسی معیار کو سامنے رکھے گا اور اپنے مریدوں کے اندر یہی چیز دیکھے گا کہ کون ہے جو تقویٰ والا ہے اور درجے اُسی کے لئے ہیں، رحمتیں اُسی کے لئے ہیں اور ایک راز کی بات سمجھ لیں:

''کامل شیخ نیکیوں کی طرف نہیں دیکھے گا آپ جو نیکیاں، اچھائیاں کرتے ہیں، شریعت اور طریقت کے جن اصولوں پر عمل کرتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں شیخ کی نظر میں اُس کی کوئی Value نہیں اُس کی نظر میں گناہوں سے بچنا Value رکھتا ہے وہ اس بات کو دیکھتا ہے کہ میرا کون سا مرید گناہوں سے دور رہتا ہے اسی چیز کو دیکھ کر وہ درجے عطا کرتا ہے''

اور یہی وہ Criteria ہے جو علماء کرام اور شیوخ نے تقریباً چھوڑ دیا ہے اور خلافتیں ریوڑیوں کی طرح بانٹی جا رہی ہیں اور اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جا رہا کہ کس مرید میں تقویٰ پایا جاتا ہے اور اگر اس معیار کو پورا کیا جائے تو یہی معیار اللہ اور حضور ﷺ کا ہے۔ اللہ نے قرآن میں بھی حضرت ابوبکرؓ کے تقویٰ کی تعریف کی فرمایا:

اگر تمہارے اندر کوئی نبی ﷺ کے بعد متقی ہے تو وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں اور حضور ﷺ نے بھی اسی معیار کو پورا کیا حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے بعد خلافت عطا کی اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی جب اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلافت عطا کی تو فرمایا:

لوگو اس وقت روئے زمین پر جو سب سے بہترین انسان ہے وہ عمرؓ ہیں

اور حضرت عمرؓ نے اپنے بعد چھ لوگوں کو منتخب کیا اور فرمایا لوگو!! یہ چھ لوگ تقویٰ کے سارے معیار پر پورے اترتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنا خلیفہ بنا لو گے تو وہ تمہارا خلیفہ بننے کا اہل ہے اور آپؓ کے بعد جب حضرت علیؓ آئے تو حضرت علیؓ اُنہی چھ لوگوں میں سے تھے اُنہوں نے بھی اسی Criteria کو پورا کیا اور آج مشائخ اور پیرانِ عظام کو اسی Criteria کو پورا کرنا چاہئے کہ وہ اپنے مریدوں میں اُن لوگوں کو خلافت دیں اُن لوگوں کو درجات دیں جو تقویٰ کے معیار کو پورا کرتے ہیں اور آج دنیا کے جو حالات ہو چکے ہیں اور لوگوں نے جو عزت لینے کا ایک معاملہ بنا لیا ہے، لوگوں نے اصل راستہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ اللہ کے ہاں اصل راستہ عزت کا تو گناہوں سے بچنے میں ہے اور اب دنیا کی عزت لینے کے لئے لوگوں کی دوڑ لگ گئی ہے اور اُس سے تقویٰ والا معاملہ بہت پیچھے رہ گیا ہے اور ضرورت ہے اس بات کی کہ اب دوبارہ سے تقویٰ کو اپنایا جائے

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے دلوں میں تقویٰ کو دیکھتا ہے''

تمہارے چہرے اور مال اُس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتے بلکہ جو تمہاری نیت ہے وہ اُسی کی بنیاد پر تمہیں دیکھ رہا ہے

اللہ نے فرمایا میں نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے میں نے صرف پہچان کے لئے بنائے تو سوال پیدا ہوتا ہے مولا تیرے ہاں درجے کس چیز سے ملیں گے؟ فرمایا میرے ہاں درجے صرف تقویٰ سے ملیں گے جو اللہ کے حکموں پر عمل کرنے میں سب سے آگے ہیں جو برائیوں سے دور رہنے میں سب سے آگے ہیں وہ میری نظر میں سب سے بڑا ہے۔

آیت نمبر ۱۴ تا ۱۸

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ ﷺ فرمایئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے البتہ تم نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں چھوڑے گا بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

کامل ایمان والے تو وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور پھر کبھی شک نہیں کیا اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں یہی سچے لوگ ہیں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین کے ساتھ حالانکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ اسلام لے آئے آپ ﷺ فرمایئے مجھ پر کوئی احسان نہ جتلاؤ اپنے اسلام کا بلکہ اللہ نے احسان جتلایا تم پر کہ تمہیں ایمان بخشا اگر تم اپنے ایمان میں سچے ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

یقیناً اللہ آسمان اور زمین کے چھپے رازوں کو خوب جانتا ہے اور وہ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو۔

تفسیر

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ ﷺ فرمایئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے البتہ تم نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں چھوڑے گا بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ بنو اسد کے کافی زیادہ لوگ مدینہ آئے اور ان کے ساتھ مرد، عورتیں اور بچے تھے ان سب نے کلمہ پڑھا، مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی یہ مدینہ میں رہنے لگے کیونکہ کافی دور سے آئے تھے اس لئے مدینہ کی گلیوں میں اپنے خیمے لگا لیے انہوں نے مدینہ کے بازار اور گلیاں کوڑا کرکٹ سے بھر دیئے اور حضور ﷺ سے آ کر کہتے کہ اب ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے بس آپ یہی چاہتے تھے، آپ کی خواہش پوری کر دی ہے اب آپ کو چاہئے کہ ہمیں روٹی پانی بھی دیں اب آپ ہماری خواہشیں پوری کریں اور ہماری ضرورتیں بھی پوری کریں ہمارا پورا قبیلہ بیٹھا ہوا ہے تو بار بار آ کر حضور ﷺ پر احسان جتاتے کہ ہم نے بڑا احسان کیا ہے کہ آپ کا دین قبول کیا ہے لہٰذا اب آپ ہماری ضرورتیں پوری کریں اللہ اُنہیں جواب دے رہا ہے اس آیت میں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان ابھی نہیں لائے ابھی تو تم نے اطاعت اختیار کی ہے ابھی تو تم نے صرف کلمہ پڑھا ہے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا یہ جو بار بار آ کر میرے نبی کو تم تنگ کر رہے ہو، تم اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے ہو میرے نبی پر، تم شکر کرو کہ میرے نبی نے تمہیں کلمہ پڑھا دیا ہے اس پر جا کر نفل پڑھو، جا کر اللہ کا شکر ادا کرو احسان ہمارا ہے تم پر کہ ہم نے تمہیں کلمہ کی توفیق دی میرا نبی تمہیں نظر آ رہا ہے تم اُس کی زیارت کر رہے ہو، اُس کے قریب بیٹھنے کا تمہیں شرف مل گیا ہے تم احسان جتاتے ہو ہم پر کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا اور اب ہمارے لئے کچھ کریں تو اللہ نے اس کا بڑا خوبصورت جواب دیا:

اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے تو اللہ اور اُس کا رسول تمہارے لئے کمی نہیں چھوڑے گا تمہیں کہنا نہیں پڑے گا اللہ اور اُس کا رسول تمہاری کمیوں کو دور کر دیں گے لیکن ابھی ایمان بہت دور ہے۔

آج بھی کچھ لوگ ایسے ہیں ایک بات اپنے دوست سے سُننے کو ملی بتا رہے تھے میرا ایک ساتھی ہے اور وہ کہتا ہے کہ فلاں پیر صاحب ہیں اور میں اُن کے پیچھے سترہ سال سے نماز جمعہ پڑھ رہا ہوں لیکن میں اُن کا بیعت نہیں ہوا پوچھا کیوں نہیں ہوئے سترہ سال بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے کسی کو دیکھنے کے لئے، کسی کے معاملات کو پرکھنے کے لئے اُس نے کہا کہ میں اس لئے نہیں ہوا کہ اگر حضرت صاحب مجھے خود کہیں گے تو میں بیعت ہوں گا۔

محترم!!! یہ مُنہ اور مسور کی دال

آپ نے کیا کیا ہے دین کے لئے، کوئی قرآن، کوئی حدیث کی کتاب، اللہ کے رسول کو کیا دیا ہے آج تک، اُن بزرگوں کو ایسے مخاطب کرتے ہو جیسے وہ تمہارے نوکر ہیں اور وہ تمہیں بیعت کا کہیں، تمہارے سر پر کیا سُرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں یا تو بہت بڑی نسل کا ساہوکار ہے کون ہے تو میں نے کہا میرے پاس لاؤ میں اُس کا دماغ ٹھیک کروں تو اللہ نے اس آیت میں دماغ درست کر دیا اللہ نے فرما دیا کہ یہ جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں یہ کونسا ایمان لائے ہیں؟ ابھی تو انہوں نے تو کلمہ پڑھ کر اطاعت اختیار کی ہے ابھی تو آغاز ہے نبی کے ساتھ آگے چلو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے؟ ابھی تو لوگوں کے بڑے Chapter کھلنے ہیں محبت کے بڑے بڑے انداز سامنے آنے ہیں پھر جا کر ایمان نصیب ہونا ہے

ایمان اتنی سستی دولت نہیں ہے ایمان کوئی چنے کی دال نہیں ہے کہ کسی بھی دکان سے تم چھ کلو یا دس کلو لے لو یہ اس طرح حاصل نہیں ہو گا تو آج بھی بہت سارے لوگ اسی طرح بیعت کر لیتے ہیں اور بیعت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ کچھ ملا تو ہے نہیں اتنے سال ہو گئے ہیں، نہ ہماری کوئی بات بنی، نہ ہماری کوئی

دال گلی، نہ ہمارے کوئی مسئلے حل ہوئے اور حضرت صاحب کی بیعت بھی ہم نے کی ہوئی ہے تو ایسے بدنصیب آج کثرت سے ملیں گے اور قرآن اُن کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ تم مسئلے حل کرنے کا کہتے ہو تمہارا کام مزید خراب ہو جائے گا ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں کیا ہے ہاں اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے اللہ اور اُس کے رسول کی یعنی جو تم نے حکم دیئے اُس پر عمل کرو گے جس طرح وہ چاہتے ہیں ویسے زندگی گزارو گے تو میں رب ہو کر وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اُس کا رسول کبھی بھی تمہیں ہارنے نہیں دے گا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ بیعت ہونے کے بعد جو ذلیل وخوار ہو رہا ہے، جو زندگی کی مشکلوں میں پھنسا ہوا ہے اور گناہوں میں لپٹا ہوا ہے، اپنی زندگی کو صحیح نہیں کر پار ہا اُس میں اُس کے شیخ کا کوئی قصور نہیں وہ خود قصوروار ہے کیونکہ جب تک وہ صحیح اطاعت نہیں کرے گا اُسے کچھ نہیں ملے گا، بات نہیں بنے گی قرآن نے یہ کہہ کر Wind up کر دیا کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کی صحیح اطاعت کرو تو پھر تم دیکھو ہم کوئی کمی نہیں رہنے دیں گے، آگے ہماری ڈیوٹی شروع ہو گئی ہم تمہاری بیماریوں کو شفا میں بدل دیں گے، تمہارے دل کو سکون سے بھر دیں گے، تمہارے گھر کو امن سے بھر دیں گے، تمہارے اندر اور باہر نور ہی نور پیدا کر دیں گے، تمہاری اولاد نیک کر دیں گے، تمہیں رزقِ حلال دیں گے، تمہارے لئے عزتوں کے مینار نہ کھڑے کر دوں تو کہنا!!!

یہاں لفظ ہے کوئی کمی نہیں چھوڑیں گے جس کو کمی کہتے ہیں چاہے وہ دنیا میں ہے، قبر میں ہے، آخرت میں ہے اللہ کوئی کمی نہیں چھوڑے گا تم سچے دل سے اطاعت تو کرو

نہ وظیفے پڑھتے ہو نہ حضرت کو وقت دیتے ہو، نہ نماز کی پابندی کرتے ہو، نہ اللہ کے حکموں پر عمل کرتے ہو، گناہ پہ گناہ مُنہ کالا کیا ہوا ہے تم نے ہر جگہ اور کہتے یہ ہو کہ کمی پوری ہو تو کمی کیسے پوری ہو؟ کمی صرف اسی صورت میں پوری ہو گی جب:

''سچے دل سے اطاعت کرو''

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

علامہ نے کہا اللہ فرما رہا ہے کہ لوح بھی، تختی بھی، قلم بھی تمہیں دے دوں گا اب لکھوا اپنی تقدیر اپنی مرضی سے لیکن شرط یہ ہے کہ محمد سے وفا کرو، حضور ﷺ کی تمام عادات کو اپناؤ، حضور ﷺ جیسے اخلاق کو اپناؤ، حضور ﷺ کے دین پر عمل کرو، حضور ﷺ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے اُن پر عمل کرو اور جن سے منع کیا ہے اُن سے منع ہو جاؤ خدا کی قسم یہ بس اتنا سا دین ہے لوگ کہتے ہیں دین بہت مشکل دین پر عمل کرنا مشکل ہے خدا کی قسم دین پر عمل کرنا مشکل نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمد ﷺ آپ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اگر میں ایمان لانا چاہوں تو مجھے کیا کرنا ہو گا؟ فرمایا تمہیں کلمہ پڑھنا ہو گا اُس نے اپنا آگے ہاتھ بڑھایا حضور ﷺ نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اُس کو کلمہ پڑھا دیا اور اُس نے کلمہ پڑھ لیا تو حضور ﷺ نے اُسے مبارک دی اُس نے کہا حضور آپ مجھے صرف اتنا بتا دیجئے میرے اندر اتنی عقل نہیں ہے میں زیادہ چیزیں یاد نہیں رکھ سکتا میرے لئے بہت لمبی باتیں مشکل ہو جاتی ہیں میں دور سے آیا ہوں اور میرے لئے دوبارہ آنا مشکل ہو جائے گا یہ ممکن نہیں کہ میں بار بار آپ کے پاس آؤں میرا سفر بہت لمبا ہے آپ مجھے جو جو کرنا ہے وہ بتا دیں اور جو جو نہیں کرنا ہے وہ بھی بتا دیں تا کہ میں واپس چلا جاؤں حضور ﷺ نے فرمایا:

اب کلمہ تم نے پڑھ لیا ہے تم نے پانچ وقت نماز پڑھنی ہے اُس نے اپنی انگلی پر گنا ایک، فرمایا روزہ رکھنا ہے اُس نے کہا دو، فرمایا ہے حج تم نے کرنا ہے اگر فرض ہوا تو اُس نے کہا تین، فرمایا تم نے زکوٰۃ دینی ہے اُس نے کہا چار، فرمایا تم نے کسی سے ظلم اور زیادتی نہیں کرنی ہے اُس نے کہا پانچ، فرمایا سود

نہیں کھانا اُس نے کہا چھ اور فرمایا والدین کی نافرمانی نہیں کرنی ہے اس نے کہا سات ، بیٹی کو قتل نہیں کرنا ہے اس نے کہا آٹھ یہ اُس نے دوسرے ہاتھ پر گن لیا سلام لی ، اٹھ کر جا رہا ہے اور اپنی زبان سے دہرا رہا ہے اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر گن رہا ہے نماز میں نے پڑھنی ہے، روزہ میں نے رکھنا ہے، حج میں نے کرنا ہے، زکوٰۃ میں نے دینی ہے، سود نہیں کھانا، شراب نہیں پینی کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہیں کرنی ، والدین کی نافرمانی نہیں کرنی قتل نہیں کرنا یہ کہتے ہوئے جانے لگا حضور ﷺ اُسے دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا اے میرے صحابہ ادھر جلدی آؤ فرمایا:

اگر کسی نے جنتی دیکھنا ہو تو وہ جا رہا ہے

یہ اتنا سا اسلام ہے، اتنا اچھا ہمارا دین ہے اور لوگ کہتے ہیں دین بڑا مشکل ہے او ظالمو!! تم کرنا ہی کچھ نہیں چاہتے تم سارے نکمے ہو، بے عمل ہو اور دین کو مشکل کہہ کہہ کر تم نے بھاگنے کا معاملہ بنایا ہے تو اللہ فرما رہا ہے کہ اگر تم صحیح ہو جاؤ تو ہم تمہاری ساری کمیاں دور کر دیں گے۔

حضرت ابوالبیان پیر سعید احمد مجددیؒ فرماتے ہیں:

ہم مسلمان اس لئے ہیں کہ ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں، ہم مسلم ہیں مومن نہیں ہیں مومن ہم اُس دن بنیں گے جس دن ہم ایمان سیکھیں گے ہمیں کلمہ اپنے باپ سے ملا ہے، اپنی ماں سے ملا ہے، ہم صرف مسلم ہیں مومن نہیں ہیں۔

مومن ہونے کے لئے اطاعت ضروری ہے

اطاعت کسی شخصیت کی ہوتی ہے، کسی کے پیچھے چلنا پڑتا ہے، قدم پر قدم رکھنا ہوتا ہے تو پتہ چلا کہ اطاعت شیخ کی ہوگی، مرشد کی ہوگی اور مرشد کی اطاعت میں قدم رکھتے رکھتے حضور ﷺ کی اطاعت ہوگی۔

آج حضور ﷺ نہیں ہیں تو پتہ چلا کہ مرشد کی اطاعت کے پیچھے چل کر ایک دن ایسا آئے گا کہ تمہیں حضور ﷺ کی اطاعت مل جائے گی تو حضور کی اطاعت سے اللہ ساری کمیاں دور کر دے گا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْ

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور پھر کبھی اُن پر شک نہیں کرتے اُن کی عادت نہیں کہ وہ شک کریں اللہ نے بالکل ہی Chapter بند کر دیا کہ تم شک کرتے ہو میرے نبی پر، نہیں اس طرح بات نہیں بنے گی تم نے شک نہیں کرنا ہے۔

غور کریں!!! سورۃ حجرات کا آغاز محبت کے اعلیٰ Chapter سے ہوا تھا، بہت بڑے بڑے محبت کے پیار کے، ادب کے اعلیٰ اعلیٰ انداز اللہ نے سکھائے اور آخری آیات میں کہا اب شک نہیں کرنا میرے نبی پر، اب ذہن میں کوئی شک کا بیج آیا تو تمہارا معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا تو شک کا نہ ہونا ایمان کے کامل ہونے کی علامت ہے۔

کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اندر شک نہیں ہے

ایمان والے تو بس وہی ہیں جو شک نہیں کرتے اُن کے اندر کوئی شک نہیں کہ پتہ نہیں نبی دے سکتا ہے کہ نہیں دے سکتا، پتہ بھی زندہ بھی ہے یا نہیں (استغفر اللہ) پتہ نہیں نبی کے پاس کچھ ہے کہ نہیں، میرا شیخ بھی لگتا ہے بس ایسے ہی ہے، پیر صاحب کے پاس بھی کچھ نہیں ہے یہ شک لوگوں کے ذہنوں میں ہے، ہر شے میں شک، قرآن پڑھنے میں شک، ایسے لوگ مدینہ جائیں وہاں بھی شک میں رہتے ہیں پتہ نہیں یہ کیا ہے میں نہیں مانتا، مکہ میں بھی شک یہ تو

کمرہ ہے چھوٹا سا اس سے کیا ہونا ہے ہرجگہ شک تو اللہ قرآن میں یہ بیان کررہا ہے کہ وہ شک نہیں کرتے حضورﷺ کی ذات میں کوئی شک نہیں ہے اور جن کے شک نکلے ہوں وہ کیسے ہوتے ہیں؟؟؟

حضرت ابوبکرصدیقؓ کا شک نکلا ہوا تھا تو ایک دن حضورﷺ نے پوچھا اے ابوبکر!!

تمہیں مجھ سے زیادہ محبت ہے یا اللہ سے تو فرمایا:

حضور مجھے اللہ سے زیادہ آپ سے محبت ہے

اور یہ اتنا بڑا جملہ کون کہہ رہا ہے افضل البشر بعد الانبیاء نبیوں کے بعد سب سے اعلیٰ انسان کہہ رہا ہے کہ مجھے اللہ سے زیادہ آپﷺ سے محبت ہے۔

حضرت عمرؓ سے پوچھا اے عمر!! تیرا میرے ساتھ معاملہ کیسا ہے حضرت عمرؓ کے بھی شک نکلے ہوئے تھے فرمایا:

حضور اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں

حضرت عثمانِ غنیؓ جب آپ کو مکہ بھیجا گیا گفت وشنید کے لئے تو کفار نے حضرت عثمانؓ سے کہا جاؤ جا کر تم تو عمرہ کرو سامنے کعبہ ہے طواف کرو عمرہ کرو ہم نے حضورﷺ کو نہیں آنے دینا تم عمرہ کرلو تو حضرت عثمانِ غنیؓ کے بھی سارے شک نکلے ہوئے تھے فرمایا:

تم کہتے ہو عمرہ کرلو میں حضورﷺ کے بغیر کعبہ کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا

میں اپنے نبی کے بغیر کعبہ کی طرف نظر کرنا بھی پسند کرتا اور تم عمرہ کرنے کا کہہ رہے ہو سارے شک نکلے ہوئے تھے۔

حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اے علی!!! حضور کے بارے میں کیا خیال ہے فرمایا تم مجھ سے حضور کے بارے میں بات کرتے ہو؟

مجھے اپنے نبی سے اتنی محبت ہے کہ گرمیوں کے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ مجھے میرا نبی پیارا ہے

اللہ والوں کے سارے شک نکلے ہوتے ہیں تو اُنھوں نے اپنی زندگی میں کسی بھی مقام پر کبھی شک نہیں کیا ہے لہٰذا یہ شک اندر سے نکالیں.....

کسی نے حضرت داتا گنج بخشؒ سے پوچھا کہ اللہ کا قرب کیسے ملتا ہے فرمایا اللہ کا قرب صرف دو قدم سے ملتا ہے:

ایک قدم اپنے نفس پر رکھو اور دوسرا سیدھا جنت میں ہوگا

شک نکال دو اور جو کہا ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔

اعلیٰ حضرت نے کتنی خوبصورت بات فرمائی:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے ہو کعبہ کا بھی کعبہ دیکھو

حضورﷺ کے دربار کو کعبہ کا کعبہ کہہ دیا شک نکلا ہوا تھا کوئی شک نہیں تھا پھر کتنا پیارا جملہ کہا:

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے یار کا روضہ دیکھو

میری آنکھوں سے دیکھو کہ نبی کا روضہ کتنا پیارا ہے کعبے کا بھی کعبہ ہے تو شک نکلے ہوئے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ اُن تک ہماری آواز نہیں جاتی پتہ نہیں سنتے ہیں کہ نہیں وہ تو بڑی دور ہیں وہ تو چودہ سو سال پہلے فوت ہو چکے ہیں ہر وقت بس اندر شک ہوتا ہے۔

حضرت پیر مہر علیؒ نے حد کر دی آپ نے فرمایا:

جسموں کا جسمی لحموں کالحمی

کچھ فرق نہیں ما بین پیا

میرا جسم اُن کا جسم ہے میرا گوشت اُن کا گوشت ہے میرے اور اُن میں کوئی فرق رہ ہی نہیں گیا

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

سارے شک مٹا دیئے ہم مشکوک لوگ ہیں۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر

من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعداز خدا بزرگ توئی قصه مختصر

اللہ کے بعد اگر کوئی بزرگ ہے تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اللہ والوں کے سارے شک نکلے ہوئے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے بھی یہی بات کہی:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھرمے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

ہم نماز پڑھ رہے ہیں شک میں پڑھ رہے ہیں درود پڑھ رہے ہیں تو وہ بھی شک میں پڑھ رہے ہیں کہ پتہ نہیں ہوگا کہ نہیں حضرت صاحب پتہ نہیں ویسے کہہ رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

مجھے میرے شیخ سے اتنی محبت ہے میرا شیخ میرے ساتھ محبت اور پیار کا جو رتبہ رکھتا ہے اور مجھے اُن پہ شک وشبہ اس لئے بھی نہیں ہے کہ وہ میرے شیخ ہیں مجھے اُن سے اتنی محبت ہے کہ اگر قیامت کا دن ہو اور قیامت کے دن میں اللہ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں تو وہ بھی میں اپنے شیخ کے چہرہ میں کروں۔

میرے نزدیک دنیا کے زندہ لوگوں میں سب سے بلند درجہ میرے شیخ کا ہے

اس پر کوئی مجھ سے بحث (Debate) نہ کرے، کوئی مجھ سے اس پر دلیل نہ مانگے، بس مجھے کوئی شک نہیں ہے یہ شک والے لوگ انہیں زندگی میں کچھ نہیں ملا دنیا میں ہر چیز یقین سے ملتی ہے۔

ایک صحابی کی آنکھ میں تیر لگتا ہے اور انہیں کوئی شک نہیں ہے وہ آنکھ لے کر حضورﷺ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ آنکھ تو جوڑ دیں نبی کیا کوئی حکیم ہے، نبی کیا کوئی ٹانکے لگانے والا ہے یہ کیسے لوگ ہیں کہ اس قدر محبت، اس قدر پیار کہ کوئی شک نہیں اور حضورﷺ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں کوئی ٹانکے لگانے والا ہوں فرمایا لاؤ آنکھ تم جس محبت سے آئے ہو نبی اسی محبت سے جواب بھی دے گا فرمایا میں تمہیں دو باتوں کی پیشکش کرتا ہوں یا یہ آنکھ جڑ والو یا جنت لے لو صحابی بھی بڑی محبت والے تھے فرمایا:

یا رسول اللہ لینے تو آنکھ آیا تھا آپ مجھے جنت بھی دے دیں

حضورﷺ نے فرمایا لاؤ بس بات ختم ہوگئی آنکھ بھی جوڑ دی اور جنت بھی عطا کر دی۔

شک کوئی نہیں کیا یہ جتنے گناہ گار سڑکوں پر پھر رہے ہیں اصل میں یہ برے نہیں ہیں یہ سارے مشکوک لوگ ہیں انہیں اللہ پر بھی شک ہے، قبر پر بھی شک ہے، قیامت پر بھی شک ہے، انہیں رسول پر بھی شک ہے، انہیں مولویوں پر بھی شک ہے، انہیں سیاستدانوں پر بھی شک ہے، انہیں اپنے بہن بھائیوں پر بھی شک ہے، انہیں اپنی بیوی پر بھی شک ہے، انہیں اپنے بچوں پر بھی شک ہے لہٰذا یہ کچھ نہیں کر سکتے۔

ایمان والے وہی ہیں جن میں کوئی شک نہیں ہوتا

اللہ سب کچھ اُنہیں عطا کرتا ہے جن میں کوئی شک نہیں ہوتا وہ دلیل نہیں مانگتے

اور اگر شک آیا تو ایمان ہی دل سے نکال دوں گا جو کہا اُس پر ایمان لے آؤ اور کہو میرے نبی نے سچ کہا میں سچے دل سے ایمان لے آیا۔

وَ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ

اپنے مال اور جانیں اللہ کے راستے میں پیش کر دیتے ہیں وہ شک نہیں کرتے اُن کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ پیش کر دیتے ہیں، جو کچھ حضور اور اللہ والوں نے کہا وہ اُس پر ایمان لے آتے ہیں۔

"کسی مرشد کا اپنے مرید پر سب سے بڑا فیض یہی ہوتا ہے کہ اُس کے دل سے شک نکال دے اور یقین پیدا کر دے"

یقین بڑا ہوتا ہے پیر بڑا نہیں ہوتا

اگر تمہیں یقین ہے تو اُسی یقین کے مطابق تمہیں برکتیں بھی نصیب ہوں گی۔

حضرت صاحب کی زبانی:

ہمارے ایک دوست تھے اُن کا بیٹا بیمار ہوگیا وہ اپنے دوست کے پاس گئے اُن کے پاس آبِ زم زم تھا تو کسی نے بتایا تھا کہ آبِ زم زم پینے سے شفا ہوتی ہے اُنہوں نے اپنے دوست سے کہا آپ کے پاس آبِ زم زم ہے ذرا مجھے تھوڑا دے دیں اُنہوں نے کہا ضرور لیں اندر گئے آبِ زم زم کی بوتل پڑی تھی اٹھا لائے اور کہا لے جائیں کچھ میں نے رکھ لیا ہے اور کچھ آپ لے جائیں۔

وہ گھر آئے اور بسم اللہ پڑھ کر نیت کی کہ اللہ میرے بیٹے کو شفا عطا کر، اپنے بچہ کو آبِ زم زم پلا دیا کیونکہ اُنہیں حضورﷺ کی اس حدیث کا علم تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا جو آبِ زم زم کو جس نیت سے پیئے گا اللہ اُسے عطا فرمادے گا

اور اس طرح اُن کے بیٹے کو اللہ نے شفا عطا فرمادی، کچھ دن گزرے تو اُن کے دوست ملنے آ گئے اور پوچھا اچھا یار اُس پانی کا کیا کیا کہا وہ تو میں نے اپنے بیٹے کو پلا دیا ہے اور اللہ نے شفا عطا کر دی ہے کہا اچھا شفا مل گئی ہے!!!!

جواب دیا جی ہاں وہ دوست کہنے لگے آپ کو پتہ ہے اُس میں آبِ زم زم نہیں تھا وہ سادہ پانی تھا کہا اچھا مجھے تو نہیں پتہ چلا میں نے بوتل سے نکالا اور پلا دیا دوسرے دوست کہنے لگے جب میں بعد میں اندر گیا تو میری بیوی نے کہا یہاں ایک بوتل تھی اُس میں پانی تھا وہ کہاں گیا میں نے کہا وہ جو آبِ زم زم والی بوتل تھی بیوی نے کہا آبِ زم زم تو کب کا ختم ہو گیا تھا وہ تو میں نے اُس میں ویسے ہی پانی ڈال کر رکھا تھا کہا اچھا وہ تو میں نے اپنے دوست کو آبِ زم زم سمجھ کر دے دیا ہے۔

تو سادہ پانی اللہ نے آبِ زم زم بنا دیا شک نہیں تھا اللہ نے سادہ پانی میں آبِ زم زم کی تاثیر پیدا کر دی یہ حال ہے لوگوں کا اور ہماری زندگیاں اسی لئے ضائع ہو رہی ہیں کہ ہم مشکوک لوگ ہیں ورنہ اللہ ہماری مٹی میں سونے جیسی چیزیں پیدا کر دے، ہماری عام باتیں لوگوں کے سینوں میں جا لگیں اور ہمارے گھروں کے سارے مسئلے ایک دعا سے اللہ حل فرمادے۔

اور یہی اصل کامیابی کی کنجی ہے جو اللہ نے ہمیں اس آیت میں دی ہے کہ اگر تم نے زندگی میں کامیاب ہونا ہے تو شک کو نکال دو، بغیر شک کے کام کرو۔

حضورﷺ نے فرمایا:

جب تو سجدہ کرو تو یوں محسوس کرو کہ تمہارا سر اللہ کی رحمت کی گود میں جا رہا ہے

اب یہاں سر اللہ کی رحمت کی گود میں جا رہا ہے اور وہ کہے کہ نہیں میرا سر تو صف پر جا رہا ہے حضور نے غلط کہا (استغفر اللہ) ایسا نہیں ہوسکتا او بدنصیب ذرا آنکھوں سے پردہ تو ہٹا تمہارا سر اللہ کی رحمت کی گود میں ہی جا رہا ہے لیکن وہ نصیب ہو تو پھر ہے نا؟

پیرو مرشد پروفیسر محمد عظیم فاروقی (دامت برکاتہم) فرماتے ہیں:

بیٹا ہمیشہ دو باتوں پر عمل کرنا!!!!!

(۱) ہر کام اخلاص سے کریں اللہ کے لئے کریں کسی کی تعریف اور تنقید کے لئے نہیں، کسی کے مجبور کرنے سے نہیں، کسی کو متاثر کرنے کے لئے نہیں، کسی کے دل میں اپنا پیار پیدا کرنے کے لئے نہیں صرف ہر کام اللہ کے لئے کریں اخلاص سے کریں اس بات کو دل کے کاغذ پر نقش کر لیں۔

(۲) جب دعا مانگو تو شک نہ کرنا کہ پتہ نہیں قبول ہوئی ہے کہ نہیں جب ہاتھ اٹھائیں تو یہ یقین رکھئے کہ میں جو جملے کہوں گا اللہ اُسی طرح قبول کرے گا اللہ کے ہاں یقین سے دعا مانگیں گے تو اللہ ضرور عطا فرمائے گا۔

جو شک نہیں کرتے، اپنی جان اور مال سے جہاد کرتے ہیں تو اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں یہی تو ہیرے ہیں، یہی تو موتی ہیں، یہی تو بزرگ ہیں، یہی تو بڑے ہیں، یہی تو اعلیٰ ہیں، یہی تو برکتوں والے ہیں، یہی تو رحمتوں والے ہیں، یہی تو سارے کرم والے ہیں میں رب ہو کر اُن کی تعریف کر رہا ہوں یہی سچے لوگ ہیں جن کے دلوں میں کوئی شک نہ ہو اور وہ اپنا مال اور جان اللہ کی راہ میں پیش کر دیں اور اللہ ہمیں بھی ایسے لوگوں میں شامل کر دے اللہ ہم سب کو اس سورۃ کی برکتیں اور نور عطا فرمائے اور آقاﷺ کا حقیقی ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)